مکمل ناول

www.zemtime.com
ZEMTime

تمسرہ احمد

سالا صاحب

کشمالہ کے کندھے ڈھیلے پڑے۔ ایک گہری سانس لبوں سے خارج ہوئی۔

"آئی ایم سوری میں نے تم سے جھوٹ بولا۔ میں اتنا نہیں کماتا کہ وہ انگوٹھی افورڈ کر سکتا۔ لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہیں کوئی عام انگوٹھی دوں۔ مجھے ڈر تھا کہ تم ہیرے سے کم کسی بھی چیز پہ برا مانو گی۔ اس لیے میں نے زرقون کی انگوٹھی کو ہیرا کہہ کے تمہیں دے دیا۔"

"زیاد! مجھے ہیروں سے زیادہ جو چیز پسند ہے وہ سچ بولنا اور سچ سننا ہے۔ مجھے جھوٹ نہیں پسند۔ مجھے دھوکہ نہیں پسند۔ ویسے بھی مجھے وہ موتی والی انگوٹھی زیادہ آرٹسٹک لگی تھی۔" وہ اس کا پشیمان چہرہ دیکھ کے نرمی سے کہہ رہی تھی۔ "آپ کو سوچنا چاہیے تھا کہ میں ہیرے کی چمک پہچانتی ہوں۔" قدرے جتا کے بولی۔ زیاد نے سر اثبات میں ہلایا۔

"میں بس تمہیں خوش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کل تمہارا چہرہ دیکھ کے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ تمہیں ہیرے خوش نہیں کر سکتے۔ اسی لیے...." اس نے اس کے ہاتھ چھوڑے۔ مالا نے ہاتھ پہلو میں گرا دیے۔ زیاد جیب سے کچھ نکال رہا تھا۔

"میں صبح تمہارے لیے یہ لایا تھا۔ پھر ماہی اور عباد آ گئے تو مجھے دینے کا وقت نہیں ملا۔" اس نے ایک سیاہ مخملیں ڈبیا نکال کے کھولی۔ مالا نے چونک کے اس کو دیکھا۔

ڈبیا کے اندر وہی موتی والی انگوٹھی جگمگا رہی تھی، موتی کے دونوں طرف دو ننھے ننھے ہیرے لگے تھے۔

"آئی ایم سوری۔ ایک دفعہ پھر۔" وہ بہت فکرمندی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بے اختیار مسکرا دی۔

"میں آپ کی معذرت قبول کر رہی ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ آپ دوبارہ کبھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولیں گے۔"

وہ بھی مسکرا دیا۔ "کبھی بھی نہیں۔" اب وہ اسے انگوٹھی پہنا رہا تھا۔ زرقون کی انگوٹھی اس نے اتار دی تھی۔

"آخری کمرہ رہ گیا ہے دیکھنے والا۔" اس نے مسکرا کے انگلی میں پروئے موتی کو دیکھا۔ پھر یاد آیا۔ زیاد آگے بڑھا اور آخری کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ اس میں ایک ورک ٹیبل رکھی تھی۔ اور میز پہ بہت سے چارٹ نما کاغذ رول ہوئے رکھے تھے۔ ایک طرف بک شیلف بنا تھا وہاں بھی بہت سے ایسے لمبے لمبے رول رکھے تھے۔

وہ قدرے اچنبھے سے اس سب کو دیکھتی اندر داخل ہوئی۔ وہاں گرد کی مہک بہت شدید تھی۔

"یہ کیا ہے؟"

"یہ نقشے ہیں۔ میں ایک زمانے میں نقشے جمع کرتا تھا۔ مجھے جیوگرافی پسند تھی۔"

"بہت دلچسپ۔" گرد سے وہاں کھڑے ہونا مشکل تھا۔ وہ بس مسکرا کے ایک نظر دیکھتی باہر نکل آئی۔

"اور تم امی کے لیے پریشان نہ ہونا۔ ہماری ابھی نئی شادی ہوئی ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے وقت چاہیے اور میرے امی ابو کا رشتہ بہت ٹاکسک ہے۔ ان کے ساتھ رہیں گے تو وہ مداخلت کرتے رہیں گے۔ میں اسی لیے ان سے دور جانا چاہتا ہوں تاکہ ان کی وجہ سے میری ذات میں جو کمپلیکسز رہ گئے ہیں، ان کو دور کر سکوں۔"

"میں سمجھ سکتی ہوں۔ میرے بھی کمپلیکسز رہے ہیں۔"

"تمہیں کیا کمپلیکس تھا؟" وہ حیران ہوا۔ پھر یاد آیا۔ "ارے ہاں۔ تمہاری ایکنی۔" دھیرے سے ہنس دیا۔ وہ دونوں اب سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان کی آوازیں مدھم ہو رہی تھیں۔

"مجھے ڈر تھا تم انگوٹھی کی حقیقت جاننے پہ بہت ناراض ہو گی۔ لیکن تم بہت اچھی ہو کشمالہ۔ ایک اچھی بیوی تمہارے جیسی ہوتی ہے۔ جو اپنے شوہر کی اصلاح کرے اور اس کا ساتھ دے۔"

"اب آپ اپنی اچھی بیوی کو یہ بتائیں گے کہ ہم ہنی مون پہ کہاں جا رہے ہیں؟"

"ایک ہی جگہ ہے جہاں سب جاتے ہیں۔ مالدیپ۔" وہ اوپر چلے گئے اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

بیسمنٹ میں خاموشی چھا گئی۔ آخری کمرے میں رکھے رول شدہ نقشے اسی طرح مقید پڑے رہ گئے۔

www.zemtime.com

☆☆☆

لاؤنج کے ایک صوفے پہ بانو حور کو لیے بیٹھی کچھ کھلا رہی تھی۔ گاہے بگاہے وہ ایک نظر ماہی پہ بھی ڈال لیتی جو بالکل گم صم سی پیر اوپر کیے بیٹھی تھی۔ ٹی وی پوری آواز سے چل رہا تھا اور ریموٹ ماہی کے ہاتھ میں تھا لیکن وہ آواز دھیمی نہیں کر رہی تھی۔ وہ سن ہی نہیں رہی تھی۔ اس کا ذہن کہیں دور بھٹک رہا تھا۔

پارک میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور اس میں موسم گرما کے پھولوں کی مہک تھی۔ عباد اور ماہی ایک بنچ پہ ساتھ ساتھ بیٹھے تھے اور ڈاکٹر رائد ان کے سامنے براجمان تھے۔

"اور جادو کا علاج کیسے ہوتا ہے؟" ماہی نے کہتے ہوئے گود میں رکھے ہاتھ کو بے اختیار معدے سے نیچے رکھا۔ اس کے ہاتھ کے پار ایک زندگی سانس لے رہی تھی۔

"میں اپنے اوپر سے جادو کیسے اتاروں؟"

ڈاکٹر رائد نے گہری سانس لی۔

"جادو اتارنے کا پہلا قدم ایک حقیقت کو قبول کرنا ہے۔"

"کیسی حقیقت؟" وہ حیران ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کہیں گے فلاں آیت پڑھو فلاں وظیفہ کرو صدقہ دو وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہ کچھ اور کہہ رہے تھے۔

"یہ حقیقت کہ جادو تب تک اثر نہیں کرتا جب تک تمہارا دل اس کی مدد نہ کرے۔"

"یعنی؟" ماہی اور عباد نے ناسمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"یعنی جادو مریض پہ تب اثر کرتا ہے جب اس کے دل کے اندر کچھ ایسا ہوتا ہے جو اس جادو کی مدد کرے۔ جادو خود سے کچھ تخلیق نہیں کر سکتا۔ جادو صرف پہلے سے موجود شے کو ٹارگٹ کرتا ہے۔ پھر اس کو بڑھا دیتا ہے۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"آپ کے دل میں موجود خوف، ان سیکیورٹیز اور کمپلیکسز کو جادو ٹارگٹ کرتا ہے۔ ایسے ہی بیماری کو بھی جادو بڑھا سکتا ہے۔"

"یعنی میری ماں کا ٹیومر جادو نے تخلیق نہیں کیا۔ بلکہ جادو نے اس ڈپریشن کو ٹارگٹ کیا جو میری ماں کو نور جہاں خالہ کی ڈیتھ کے بعد ہونے لگا تھا۔ وہ بہت اداس رہنے لگی تھیں۔"

انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور ہم سب جانتے ہیں کہ ڈپریشن اور اسٹریس ایک مقناطیس ہے، جو کینسرز اور ٹیومرز کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور انسان کی قوت مدافعت بہت کم کر دیتا ہے۔ اسی لیے ہمیں اپنے بڑوں کو ڈپریشن سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ان کو ان موذی امراض سے بچایا جا سکے۔"

"لیکن اس حقیقت کو قبول کرنے سے جادو کے علاج میں مدد کیسے ملے گی؟" اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔ اسے بس کوئی تیز قسم کا فارمولا چاہیے تھا جسے وہ اپلائی کرے اور جادو اتر جائے۔

"کیونکہ جادو آپ کے دل پہ حملہ کرتا ہے۔ آپ کو کسی پوائنٹ پہ معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ پہ کوئی جادو کر رہا ہے اور آپ ایک دم خوف کا شکار ہوتے ہیں، پھر آپ ہر شے کو جادو سمجھنے لگتے ہیں۔ لیکن سب کچھ جادو نہیں ہوتا۔ بہت کچھ آپ خود ہوتے ہیں۔ جادو تو محض ایک عدسہ ہے جو چیزوں کو بڑھا چڑھا کے دکھا رہا ہے۔ ایک الوژن۔ ایک سراب۔"

"اور دوسرا اسٹیپ کیا ہے؟"

حور کی قلقاری سے اس کا ارتکاز ٹوٹا۔ اس نے چونک کے ہاتھ میں پکڑے فون کو دیکھا۔ ڈاکٹر رائد کی کال آ رہی تھی۔ وہ ایک دم پیر نیچے کر کے سیدھی ہو کے بیٹھی۔

"آپ کو کال کرنے کا وقت اب ملا ہے۔ جی بتائیے ماہ بینہ سب خیریت ہے؟"

وہ کسی لیکچر کے بعد اب جیسے فارغ ہوئے تھے۔ وہ جلدی سے کھنکھاری اور فون لیے کمرے کی طرف آ گئی۔

www.zemtime.com

"آپ سے اتنے عرصے سے بات نہیں ہوسکی۔ جادو اتارنے کے لیے جو چند اسٹیپ آپ نے مجھے بتائے تھے وہ میں نے اپلائی کیے تھے۔ اور....."

"اور آپ نے وہی کیا جو جادو کے اکثر مریض کرتے ہیں۔ چند دن قرآن دعائیں پڑھتے ہیں اور سب ٹھیک ہوتا نظر آتا ہے تو وہ بے فکر ہو کے اس بات کو بھول بھال جاتے ہیں۔"

اس نے ندامت سے سر جھکالیا۔

"کوئی نیا معاملہ ہوا ہے کیا؟" وہ نرمی سے پوچھ رہے تھے۔

"مجھے شک ہے کہ میری بہن پہ کسی نے سحرِ عشق کیا ہے اور وہ اس آدمی سے شادی کر چکی ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے؟"

"ممکن تو ہے۔ کیونکہ سحرِ عشق آج کل سب سے زیادہ کیے جانے والا جادو ہے۔"

اس کے دل کی دھڑکن مس ہوئی۔

"آپ نے کہا تھا کہ جادو کچھ تخلیق نہیں کرسکتا۔ یہ تب اثر کرتا ہے جب دل میں پہلے سے اس کی مدد کرنے والے لوازمات موجود ہوں۔ کیا سحرِ عشق بھی ان لوازمات کے بغیر اثر نہیں کرتا؟"

"بالکل۔ کوئی جادو آپ پہ اثر نہیں کرتا اگر آپ جادو کی خود مدد نہ کریں۔ جادو آپ کے اندر چھپے خوف، اِن سیکیورٹی اور کمپلیکسز کو ٹارگٹ کرتا ہے۔"

"یعنی میری بہن پہ سحرِ عشق اس لیے اثر کر رہا ہے کیونکہ اس کے اندر پہلے سے اِن سیکیورٹیز اور کمپلیکسز موجود ہیں؟"

"سحرِ عشق ان لوگوں پہ جلدی اثر کرتا ہے جن کے اندر ایک حسرت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ محبت کیے جانے کی حسرت۔ چاہے جانے کی چاہ اور سچ بات ہے ماہ بینہ، کہ یہ ہم سب کے اندر ہیں۔ ہم سب ہر وقت محبت کے متلاشی ہوتے ہیں۔ ہمیں کوئی انسان چاہیے ہوتا ہے جو ہم سے محبت کرے۔"

"یعنی صرف سحرِ عشق کی وجہ سے آپ غلط انسان سے شادی نہیں کرتے، بلکہ اپنے اندر کی حسرت کی وجہ سے بھی ایسا کرتے ہیں؟"

"بالکل۔ یہ خوف کہ ہم تنہا نہ رہ جائیں۔ اس شخص کو ٹھکرا دیا تو کوئی ہم سے محبت نہیں کرے گا۔ ایسے میں کچھ لوگوں کو یہ خوف دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ سحرِ عشق اس خوف کو بڑھا دیتا ہے۔ اور وہ محبت سے بڑھنے والا پہلا ہاتھ تھام لیتے ہیں۔ بھلے وہ کسی ساحر کا ہاتھ ہی کیوں نہ ہو۔"

ماہی نے بے بسی سے لب کاٹے۔

"میں اپنی بہن کے لیے کیا کرسکتی ہوں؟"

"آپ جادو کے مریض کے لیے کچھ نہیں کرسکتیں سوائے دعا کے، جو کرنا ہے اسے خود کرنا ہے۔ کوئی انسان جادو سے نکل نہیں سکتا جب تک وہ خود نہ چاہے اور پہلا اسٹیپ ہے....."

"اس حقیقت کو قبول کرنا کہ جادو سب کچھ نہیں ہوتا۔ بہت کچھ ہمارے اندر پہلے سے موجود ہوتا ہے۔"

اس نے چند ماہ پہلے کہی گئی ان کی بات دہرائی۔

کال بند ہوئی تو اس کی نگاہیں بے اختیار کانٹیکٹ لسٹ پہ دوڑ گئیں۔ ماہر فرید کے نام پہ انگلی ٹھہر گئی۔ پھر نفی میں سر ہلایا۔ وہ چیزوں کو مزید پیچیدہ نہیں کرسکتی تھی۔

فیملی گروپ پہ اسی لمحے کشمالہ کا میسج آیا تھا۔ زیاد اور وہ مالدیپ میں تھے اور مالا نے اپنی تصاویر بھیجی تھیں۔ وہ خوش اور مطمئن لگ رہی تھی۔ ماہی نے دھیرے سے سر جھٹکا۔ شاید یہ سب اس کا وہم ہو یا ماہر کی غلط فہمی۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔

☆☆☆

ایک ماہ بعد۔

یہ مارچ کی ایک ٹھنڈی سی شام تھی۔ یہ ہوٹل کا ایک شاہانہ طرز کا ہال تھا جسے سیاہ اور سفید رنگ سے سجایا گیا تھا۔ ہر طرف سیاہ گلابوں کے گلدستے تھے جو یقیناً اسپرے پینٹ کیے گئے تھے۔ مہمان گول میزوں کے گرد رکھی کرسیوں پہ بیٹھے تھے۔ کسی نے سیاہ یا سفید کے علاوہ کوئی دوسرا رنگ نہیں پہنا تھا۔ کونے میں ایک پیانو رکھا تھا جس پہ بیٹھا پیانسٹ

www.zemtime.com

مگن سا کوئی دھن بجا رہا تھا۔ قریبی میز پہ ہلال کا ایک پورٹریٹ رکھا تھا جس کے ساتھ موم بتیاں جل رہی تھیں۔ مہمان باری باری آتے' اور موم بتیوں کے ساتھ اپنے حصے کے پھول رکھ کے آگے بڑھ جاتے۔

یہ ہلال شمس الدین کی وفات کا اعلان کرنے کے لیے اس کی یاد میں منعقد کیا گیا میموریل ڈنر تھا۔

زارینہ موم بتیوں والی میز کے قریب کھڑی مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھی۔ بنا آستین کے سیاہ نڈی ڈریس پہنے' گردن میں بہت سی سنہری زنجیریں ڈالے' وہ تحکم سے ویٹرز کو ہدایات دے رہی تھی۔ کھانا کھلنے میں ابھی وقت تھا۔ اسٹیج پہ مختلف لوگ ہلال کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کر رہے تھے۔ کچھ مہمان سن رہے تھے۔ کچھ آپس میں سرگوشیوں میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں شبنم اور بیربل بھی تھے جو ایک ستون کے ساتھ کھڑے تھے۔

"سب مہمان آئے ہیں نا؟" بیربل نے سرگوشی میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ گزشتہ تین برس سے استنبول میں بنایا گیا تم دونوں کا حلقہ احباب یہاں موجود ہے۔"

"ماہر کا حلقہ احباب۔" اس نے کھنکھار کے تصحیح کی۔ "میں استنبول میں بہت پہلے سے ہوں۔ تین سال پہلے ماہر میرے کہنے پہ میرے لیے استنبول شفٹ ہوا تھا۔" اس نے بہت دفعہ کی یاد دلائی بات پھر سے دہرائی۔ آواز میں فخر سا تھا۔ استنبول منتقل ہونے کی بات وہ واحد بات تھی جو ماہر نے بنا چوں چرا کیے مان لی تھی۔

"اچھا جو بھی ہے۔" شبنم نے ناک سکوڑی۔ پھر اسٹیج پہ جاتے ماہر کو دیکھ کے جیسے بدمزہ ہوئی۔ "ماہر بے کو بیساکھی کے ساتھ دیکھنے کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ اب اس کے بغیر وہ ادھورا لگ رہا ہے۔" اسے ماہر کا اپنے پیروں پہ چلنا پسند نہیں آیا تھا۔

بیربل بے اختیار نگاہ اٹھا کے اسٹیج کی طرف دیکھنے لگا جہاں وہ کھڑا تھا۔ بیربل کے لاپرواہ حلیے کے برعکس وہ بہت دل سے تیار ہوا تھا۔ سیاہ شرٹ' ویسٹ اور کوٹ پہنے' فرنٹ پاکٹ میں ایک ننھا سفید گلاب اٹکائے' بال جیل سے پیچھے کیے وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ سر جھکا کے مائیک میں کھنکھارا تھا۔ مہمان پوری طرح سے اس طرف متوجہ ہوئے۔

"یک شام لار..." (شام بخیر)۔ اس نے آغاز کیا۔ ہال میں خاموشی چھانے لگی۔ یہ آج شام کی آخری تقریر تھی۔ بیربل نے البتہ تقریر سے معذرت کر لی تھی۔ اس سے زیادہ اداکاری نہیں ہوتی تھی۔

"کتنے افسوس کی بات ہے۔ ماہر دو سال سے ہلال کو ڈھونڈ رہا تھا۔ اور آخر میں سب بے کار گیا۔" شبنم نے افسوس سے چچ کیا۔ بیربل نے بمشکل تھوک نگلا۔

"ہوں۔" اس نے چہرے پہ سوگواریت طاری کرنے کی کوشش کی۔ شکر کہ شبنم اس طرف نہیں دیکھ رہی تھی ورنہ اس کو شک ہو جاتا۔

"تم لوگوں کو یقین ہے کہ وہ لاش اسی کی تھی؟" سرگوشی پہ وہ چونکا۔ عبدالمالک فرید اس کے ساتھ آ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کا سوٹ بھی سیاہ تھا۔ ہاتھ جیبوں میں تھے اور پتھریلے چہرے پہ ایک غیر آرام دہ سا تاثر تھا۔

"ظاہر ہے اسی کی ہے۔" بیربل سامنے دیکھنے لگا۔

"مجھے یقین نہیں ہے۔ تمہیں قبر کی کھدوائی کروانی چاہیے تھی۔ ڈی این اے کروانا تھا۔ بے شک میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ وہ مر چکی ہو گی لیکن یہ سب کچھ Shady (مشکوک) سا لگ رہا ہے۔" وہ بڑبڑائے۔ بیربل نے گردن موڑ کے برہمی سے انہیں دیکھا۔

"کیا چاہتے ہو تم؟ اس نے اتنی مشکل سے ہلال کے مرنے پہ یقین کیا ہے۔ تم اس کو واپس اسی اسکوائر وبن پہ لانا چاہتے ہو؟ اس کو موو آن کرنے دو مالک۔"

مالک کے ماتھے کی لکیریں ڈھیلی پڑیں۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب دونوں خاموشی سے اسٹیج پہ کھڑے ماہر کو دیکھنے لگے۔ وہ مائیک میں کہہ رہا تھا۔

www.zemtime.com

"فیری ٹیلز میں کہتے تھے کہ ہر دیو کی جان ایک فاختہ میں بند ہوتی ہے۔" وہ اداسی سے مسکرایا۔ "میری جان ہلال میں بند تھی۔ وہ چلی گئی ہے تو اب زندگی میں کچھ بھی ویسا نہیں رہے گا۔" اس نے اس میز کو دیکھا جہاں ہلال کا بڑا سا پورٹریٹ رکھا تھا۔

"ہلال جہاں بھی ہوگی' مجھے یقین ہے کہ وہ آرام سے ہوگی۔ ایک بہتر جگہ پہ۔ اس کی نینی اس کی ایسے ہی حفاظت کرے گی جیسے وہ دنیا میں کرتی تھی۔" سوگواریت سے کہتے ہوئے وہ رکا۔ اور جیسے وضاحت کی۔ "ہلال کی نینی بھی ہلال کے ساتھ کھو گئی تھی۔ اس کی لاش بھی نہیں مل سکی۔ امید ہے کہ وہ ہلال کے ساتھ ہوگی۔"

"نینی؟" مالک فرید نے چونک کے بیربل کو دیکھا۔ "کون سی نینی؟"

"ہلال کی نینی۔ جو ہر وقت ہلال کے ساتھ ہوتی تھی۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوگا؟ تم نے میری ماں کا ساتھ دینے سے انکار جو کر دیا تھا۔" بیربل ایک دم بگڑ کے بولا۔ مالک خاموش ہو گئے اور سامنے دیکھنے لگے۔

"گزشتہ اکتوبر ہلال نے گیارہ سال کا ہونا تھا۔ میں اسے کچھ گفٹ کرنا چاہتا تھا۔ کچھ سرخ رنگ میں کیونکہ یہ اس کا پسندیدہ رنگ تھا۔ اسی لیے میں کرتال میں جو عمارت بنانے جا رہا ہوں' وہ...." وہ اٹکا۔ اس کی نگاہوں میں چونک جانے کا تاثر تھا۔ جیسے ہال کے سرے پہ کچھ دیکھا ہو۔

"وہ... وہ سرخ رنگ کی ہے۔" ماہر فرید کی رنگت بدلی۔ ایک لمحے کے لیے تمام الفاظ گم ہو گئے۔ اگلے ہی لمحے وہ سنبھل گیا لیکن نگاہیں وہیں جمی تھیں۔

زارا جو توجہ سے ماہر کی تقریر سن رہی تھی' اس کے انداز پہ چونکی۔ تیزی سے گردن موڑ کے ماہر کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔ ایک لمحے کے لیے اسے سمجھ میں نہیں آیا کہ ماہر نے ایسا کیا دیکھا تھا۔ وہ اب اپنی تقریر قدرے عجلت میں مکمل کرتا بار بار اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ داخلی دروازے کی طرف جہاں سے کوئی داخل ہوا تھا۔

زارا نے گردن اونچی کی۔ بہت سے مہمانوں کے سروں کے درمیان سے اسے بالآخر نووارد کا چہرہ دکھائی دیا۔

وہ داخلی دروازے کے قریب کھڑی تھی جیسے ابھی ابھی آئی ہو۔ تمام مہمانوں کے برعکس اس نے ہائی ویسٹ خاکی پینٹ پہ کھلا سا سفید بلاؤز پہن رکھا تھا۔ کندھوں پہ جینز کی نیلی جیکٹ تھی۔ گردن میں پہنی چین میں پرویا بڑا سا صلیب سینے پہ جھول رہا تھا۔ زارا پتلیاں سکوڑ کے اسے دیکھتی چند قدم آگے آئی۔ یہاں تک کہ اس کا چہرہ واضح ہوا۔ وہ ماہر کی سمت دیکھ رہی تھی۔ لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔ وہ زارا کی عمر کی ہوگی یا اس سے چند سال بڑی۔ وہ اندازہ نہیں کر سکی۔ اس کے سنہرے بال کندھوں تک کٹے ہوئے تھے۔ سفید گلابی سا بیضوی چہرہ۔ اور بڑی بڑی نیلی آنکھیں۔ وہ ایک ہینڈ بیگ دونوں ہاتھوں میں سامنے کو پکڑے ہوئے تھی ایسے کہ وہ اس کے گھٹنوں کو چھو رہا تھا۔

"ہلال ہماری دعاؤں میں ہمیشہ رہے گی..."

ماہر جلدی جلدی بات سمیٹ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں اس نووارد عورت سے ہٹ نہیں رہی تھیں۔ اور چہرے پہ ایک ایسا تاثر تھا جو آج شام اسے پہلی دفعہ دکھائی دیا تھا۔

خوش گوار حیرت۔

اپنی تقریر مکمل کر کے وہ نیچے اترا۔ مہمان تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ سب اس سے مل کے اس کو تسلی اور دعا دینا چاہتے تھے۔ وہ عجلت میں سر کے خم سے تعزیت وصول کرتا' تیزی سے ان کے درمیان سے

گزرتا آگے بڑھ رہا تھا۔ چند لوگ سامنے آ گئے۔ نگاہ کا راستہ رک گیا۔ وہ بے چینی سے معذرت کرتا آگے بڑھتا گیا۔

بالآخر وہ پھر سے دکھائی دی۔ وہ وہیں کھڑی اسی

www.zemtime.com

طرح مسکرا رہی تھی۔
وہ تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ قریب آیا۔
"یاسمین...."
وہ چند قدم کے فاصلے پہ رک گیا۔
سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی نے مسکرا کے سر کو خم دیا۔ مسکرانے سے اس کی آنکھوں کے گرد لکیریں سی پڑتی تھیں۔
"میں نے ٹویٹر پہ دیکھا تھا کہ آج یہاں ہلال کا میموریل ڈنر ہو رہا ہے۔ میں یہاں ایک سیمینار میں آئی تھی۔ سوچا ایک دفعہ تم سے مل لوں۔ مجھے بہت افسوس ہوا ہے ہلال کا۔"
وہ صاف انگریزی بولتی تھی۔ اس کا لہجہ امریکن تھا۔ آنکھیں شفاف اور ماہر کے چہرے پہ جمی تھیں۔ وہ گردن سیدھی رکھے کھڑی تھی۔ اپنی جگہ سے ایک قدم نہ آگے ہوئی نہ پیچھے۔
"تھینک یو یاسمین۔ مجھے اچھا لگا کہ تم آئی ہو۔"
"مگر تم نہیں آئے۔" یاسمین نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "پچھلے مارچ سے تم نہیں آئے جب سے تم لاہور گئے تھے۔ فون بھی نہیں کیا۔ اب اگلا مارچ آپہنچا ہے۔" نہ شکایت' نہ جتانا۔ وہ بس نرمی سے یاد دلا رہی تھی۔
اس نے مسکرا کے سر جھکا دیا۔
"لاہور گئے تھے تو کہا تھا' فون کرتا رہوں گا۔ لیکن نہیں کیا۔ مجھ سے بھاگ رہے ہو ماہر؟"
ماہر نے سر اٹھایا۔ پھر مسکرا کے نفی میں سر ہلایا۔
"بھاگ کے کہاں جاؤں گا؟"
"یہی میں پوچھ رہی ہوں۔ مجھ سے بھاگ کے کہاں جاؤ گے؟"
اس نے جواب نہیں دیا۔ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر یاسمین کے لب حرکت میں آئے۔
"تم ٹھیک ہو؟" ابرو اٹھا کے یقین دہانی چاہی۔
"ٹھیک ہوں۔" ماہر نے اثبات میں سر ہلایا۔
"تمہارے ایکسیڈنٹ کا بھی سنا تھا میں نے۔ سوچا تم خود کال کرو گے۔ مگر نہیں کی۔"
"تم کر لیتیں۔" اس کے انداز میں گلہ تھا۔
"میں کبھی کال نہیں کرتی' ماہر۔ کال کرنا تمہارا کام ہے۔" وہ مسکرائی۔ پھر گھڑی دیکھی۔ "مجھے ابھی جانا ہے۔ لیکن میں تمہاری کال کا انتظار کروں گی۔"
"ماہر...." زارا سے مزید دور رہنا برداشت نہ ہوا۔ وہ تیزی سے ان کے قریب آئی۔ ماہر نے چہرہ موڑ کے اسے دیکھا۔
وہ مسکرا رہا تھا۔
وہ ہلال کے میموریل ڈنر پہ مسکرا رہا تھا۔
"یہ...." وہ تعارف کروانے لگا لیکن یاسمین نے الفاظ اچک لیے۔
"یہ یقیناً زارا ہے۔ تمہاری کزن۔"
زارا نے کچھ کہا نہیں۔ بس ماہر کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
"یہ یاسمین ہے۔" اس نے تعارف مکمل کیا۔ وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔
"میں چلتی ہوں لیکن...." یاسمین نے ایک ہاتھ بیگ سے ہٹایا اور نرمی سے اس کی کہنی کو چھوا۔ "مجھے کال کرنا۔"
ماہر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ وہیں کھڑا اسے جاتے دیکھتا رہا۔
دروازے تک پہنچ کے وہ مڑی۔ پھر ہاتھ گال تک لے گئی۔ درمیانی تین انگلیاں موڑ کے فون کا اشارہ کیا اور بنا آواز کے ہونٹ ہلائے۔ (کال می۔)
ماہر نے مسکرا کے سر کو خم دیا۔ زارا مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
"یہ کون تھی؟"
"یاسمین۔" وہ کہہ کے آگے بڑھ گیا۔ اب وہ چنگیز کی طرف جا رہا تھا۔ یاسمین کے جاتے ہی چہرے کے تاثرات واپس ویسے ہی ہو گئے

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

تھے۔ روبوٹ کے جیسے۔

"یہ عورت کون تھی ماہر کے ساتھ؟"

زارا تیزی سے بیربل کے پاس گئی اور چھوٹتے ہی پوچھا۔ وہ جو شبنم سے کسی بات میں الجھا تھا' کندھے اچکا کے رہ گیا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ماہر کی کوئی دوست ہوگی۔"

زارا نے شبنم کو دیکھا۔ اس نے بھی لاعلمی سے شانے اچکا کے نگاہیں چرالیں۔ زارا نے اس کا نگاہیں چرانا غور سے دیکھا تھا۔ لیکن کہا کچھ نہیں۔ البتہ اس کا سارا موڈ برباد ہو چکا تھا۔

"کون ہو سکتی ہے؟"

"ماہر کی زندگی کے بہت سے پہلو ہیں' زارینہ جانم' جن سے ہم واقف نہیں ہیں۔ اس لیے میں تجسس نہیں رکھتا۔"

"کیا یہ وہی لڑکی ہے جس کے پیچھے وہ لاہور جاتا ہے؟"

"نہیں۔" بیربل اور شبنم یک زبان ہو کے بولے۔ اور پھر ایک دم چپ ہو گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی سوال پوچھتی' وہ دونوں دائیں بائیں ہو گئے۔

"تم نے مجھے بتایا نہیں کہ وہ کاغذ کا ٹکڑا کیا تھا؟"

چنگیز نے تعزیت کرنے کے بعد بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ماہر نے سوالیہ ابرو اچکائے۔

"کیسا ٹکڑا؟"

"سرخ کاغذ کا ٹکڑا جو تم نے مجھے فارنزک معائنے کے لیے دیا تھا اور جس پہ ہمیں کسی قسم کا ڈی این اے یا فنگر پرنٹ نہیں ملا تھا۔" اس نے جتانے والے انداز میں یاد دلایا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ ہلال نہیں رہی۔ اب کچھ بھی اہم نہیں ہے۔" اس کا چہرہ پھر سے بے تاثر ہو گیا تھا۔ اسی پل بیربل قریب آ کے کھنکھارا۔

"یہ عورت کون تھی' ماہر؟"

"یاسمین۔" وہ موبائل نکال کے اسکرین پہ انگوٹھا چلا رہا تھا۔

"ہاں مگر کون تھی؟" بیربل کو بے چینی ہوئی۔

"یاسمین تھی۔" وہ موبائل دیکھتا آگے بڑھ گیا۔ بیربل نے مشکوک نظروں سے اسے جاتے دیکھا۔ پھر کچھ سوچ کے واپس اسی مقام تک آیا جہاں ناخوش سے مالک کھڑے تھے۔ اگر کوئی جانتا تھا تو وہ مالک تھا۔ وہ عموماً سب کچھ جانتا ہوتا تھا۔

"یہ سنہرے بالوں اور روسی خدوخال والی عورت کون تھی جو ابھی ماہر کے ساتھ کھڑی تھی؟"

مالک فرید نے ایک سنجیدہ نگاہ اس پہ ڈالی۔

"وہ یاسمین تھی۔"

اپنا اندازہ درست ہونے پہ بیربل کے ابرو استعجاب میں اٹھے۔

"کون یاسمین؟"

"وہ عورت جس کے لیے ماہر لندن چھوڑ کے استنبول آیا تھا۔"

بیربل فرید پلک جھپکنا بھول گیا۔

"ما... ماہر میرے لیے یہاں شفٹ ہوا تھا۔ میرے مشورے پر۔ تاکہ ہم بھائی ساتھ رہیں۔"

مالک فرید پہلی دفعہ ہلکا سا مسکرائے۔ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے تھپکا۔ اور چہرہ اس کے کان کے قریب لے گئے۔

"کیا وہ ایسے آدمی کا مشورہ مان سکتا ہے جو کیک بناتا ہو؟" انداز محظوظ ہونے والا تھا۔ کہہ کے آگے بڑھ گئے اور بیربل کا چہرہ خفگی سے سرخ پڑنے لگا۔ غصے سے دور کھڑے ماہر کو دیکھا جو فون میں الجھا تھا۔

"قیامت کے دن ان روبوٹس کا الگ سے حساب ہوگا۔ ان شاء اللہ۔" پورے عزم سے خود کو یقین دلایا۔

وہ اسی طرح اپنے فون کی کانٹیکٹ لسٹ کھولے دیکھ رہا تھا۔

(مجھے کال کرنا۔) انگوٹھا ایک نام پہ ٹھہر گیا۔

www.zemtime.com
ZEMTime

Angel (فرشتہ)

لیکن اس نے کال کا بٹن نہیں دبایا۔ اس کے لیے بہت ہمت چاہیے تھی۔ اس نے فون واپس جیب میں ڈال لیا۔

☆☆☆

"مالدیپ کیسا تھا؟"

مبین منزل میں ڈائننگ ہال پہ انواع واقسام کے کھانے چنے تھے۔ گفتگو کے ساتھ چمچے کانٹے چلانے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ وسط میز پہ اونچا سا کینڈل اسٹینڈ رکھا تھا۔ اور ٹیبل رنر پہ ترتیب سے بہت سے پلیٹرز۔ سربراہی کرسی خالی تھی۔ وہ چاروں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ ایسے کہ ماہی اور معید ایک طرف تھے اور مالا زیاد دوسری جانب۔

"بہت اچھا۔" وہ مسکرا کے چاولوں میں چمچہ چلاتے ہوئے بولی۔ اس نے لمبے بال آدھے باندھ رکھے تھے۔ ہلکے میک اپ اور کام دار لباس میں اس کا چہرہ دمک رہا تھا۔ ساتھ بیٹھا زیاد بھی کرتے شلوار میں ملبوس بہت پرسکون سا بیٹھا اپنی پلیٹ میں باربی کیو نکال رہا تھا۔

"آپ ابھی تک یہیں ہیں؟" زیاد نے برائے بات پوچھا۔ ماہی نے آنکھیں گھما کے اسے دیکھا۔

"میرے سسرال میں دو شادیاں تھیں۔ اس لیے رک گئی۔ ورنہ عباد تو آپ کے مالدیپ جانے سے اگلے دن واپس چلا گیا تھا۔ حور اور میں اس ہفتے جائیں گے۔" ایک گہری نگاہ زیاد پہ ڈالی جو عام سے انداز میں کھانا کھا رہا تھا۔ پھر ساتھ بیٹھے معید کی طرف دیکھا۔

"اور معید بھی منگل کو جا رہا ہے۔"

"کہاں؟" زیاد نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"معید استنبول جا رہا ہے نا۔ ایک فیلوشپ کے لیے۔ چند ماہ بعد واپس آجائے گا۔" مالا بتانے لگی۔ ساتھ ہی اس نے پلیٹر اٹھا کے زیاد کی پلیٹ میں سیخ کباب ڈالنا چاہے۔ چوڑیوں والے ہاتھ جھنکے۔

"میں لے چکا ہوں بیگم صاحبہ۔" وہ مسکرا کے بولا تو وہ بھی مسکرا دی۔

"تھوڑا سا اور لے لیں۔ آپ کو یہ پسند ہیں۔"

ماہی نے بہت غور سے ان دونوں کو دیکھا۔ اندر سر اٹھاتے خدشات نیچے بیٹھنے لگے۔ وہ ہر طرح سے اس کا خیال رکھ رہا تھا۔ اس سے نرمی سے بات کر رہا تھا۔ کچھ تلخ قسم کے مرد شادی کے بعد بیویوں کے رنگ میں ڈھل ہی جاتے ہیں۔ وہ ایسے ہی ماہر فرید کی بات کو سینے سے لگائے بیٹھی تھی۔

"استنبول پہلے کبھی گئے ہو؟" زیاد نے نوالہ لیتے ہوئے معید کو مخاطب کیا جواب تک اپنے فون اور کھانے میں مصروف تھا۔ پکارے جانے پہ جلدی سے فون رکھا اور مسکرا کے بتانے لگا۔

"ایک دفعہ دوستوں کے ساتھ ٹرپ پہ گیا تھا۔"

"وہاں کوئی دوست وغیرہ ہے؟"

"نہیں۔ وہاں تو کسی کو نہیں جانتا۔"

ماہی کے لب ہلکے سے کھلے پھر بند ہو گئے۔ اس نے بغور مالا کا چہرہ دیکھا۔ وہ معید کی طرف دیکھتے ہوئے عام سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"اپنی صحت کا خیال رکھنا۔ کھانے پینے کا۔ اور اکیلے ہی واپس آنا۔ لڑکی مت لے آنا ساتھ۔" انداز میں نرم سی تنبیہہ تھی۔ ماہی نے آہستہ سے گلاس اٹھایا اور گھونٹ بھرا۔ وہ شاید اسے بھول چکی تھی۔ اسے بھی بھلا دینا چاہیے۔

"ایسی بات نہیں ہے۔" معید جھینپ کے مسکرا دیا۔ پھر ایک خیال سے چونکا۔

"ایک شخص کو پہچانتا ہوں میں استنبول میں۔" ہاتھ اٹھا کے جیسے ان سب کو یاد دلایا۔

"کیف ہے نا۔"

لمحے بھر کے لیے ڈائننگ ہال میں خاموشی چھا گئی۔ پھر زیاد نے الجھ کے مالا کو دیکھا۔

"کیف؟ تمہارا ڈرائیور؟"

www.zemtime.com

کشمالہ مبین نے آہستہ سے چمچہ پلیٹ میں رکھا۔

"جی۔ وہ ڈرائیور نہیں تھا۔ وہ ایک امیر آدمی تھا جو غریب بنا ہوا تھا۔ لانگ اسٹوری۔" اس کا انداز قدرے تلخ ہوا۔

زیاد نے چونک کے باری باری ان تینوں کے چہرے دیکھے۔

"یعنی وہ فراڈ تھا؟ میں نے تم سے کہا تھا نا وہ مشکوک لگا تھا مجھے۔"

"فراڈ نہیں تھا وہ۔" ماہی ایک دم چیخ کے بولی۔ "فراڈ وہ ہوتے ہیں جو غریب ہوتے ہوئے امارت کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ مالا کو معلوم نہیں تھا لیکن وہ ماہر فرید ہے۔ میرا اور عباد کا فیملی فرینڈ اور اس نے قطر میں کئی دفعہ میری مدد کی ہے۔"

"اوکے۔ کول۔" زیاد نے دھیرے سے شانے اچکائے اور معید کی طرف متوجہ ہوا۔

"اپنی بہن کی بات یاد رکھنا۔ اکیلے ہی واپس آنا۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ معید پھر سے توبہ توبہ کرتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگانے لگا۔

کشمالہ نے واپس چمچہ کانٹا اٹھالیا البتہ اس کے ہاتھ قدرے سست تھے۔ جیسے کسی خیال نے اس کے ذہن کو بھٹکا دیا تھا۔ ماہی نے بغور اس کو دیکھا' پھر کھنکھار کے زیاد کو مخاطب کیا۔

"ویسے آپ مالا کو مکہ جیسے شہر میں کیوں لے جارہے ہیں؟"

"ہم مکہ شہر نہیں' مکہ صوبے میں منتقل ہو رہے ہیں۔ منطقہ مکہ۔ اس کا ایک شہر ہے مکہ المکرمہ جہاں خانہ کعبہ ہے۔ ہم اسی صوبے کے ایک دوسرے شہر جدہ میں رہیں گے۔"

"لیکن سعودی عرب ہی کیوں؟ کہیں اس لیے تو نہیں کہ وہاں آپ کی بیوی آپ کی مرضی کی پابند ہوتی ہے؟ وہ سعودی عرب چھوڑ کے نہیں جاسکتی جب تک آپ کے دستخط سے ری انٹری نہ لگ جائے؟"

مالا نے چونک کے اسے دیکھا۔ وہ زیاد کو دیکھتے ہوئے بہت چبھتے ہوئے انداز میں پوچھ رہی تھی۔ معید بھی ہاتھ روک کے اسے دیکھنے لگا۔

زیاد کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ اس نے دھیرے سے نیپکن رکھا اور جب بولا تو آواز ہموار تھی۔

"میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں جن کو اپنی بیوی کو قید کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ مالا جہاں آنا جانا چاہے' وہ آزاد ہے۔" پھر مسکرا کے اسے دیکھا تو وہ بھی مسکرادی۔ ساتھ ہی ایک گھورتی ہوئی نظر ماہی پہ ڈالی۔ ماہی جبراً مسکرائی اور شانے اچکائے۔

"میں تو مذاق کر رہی تھی۔"

"لیکن میں مذاق نہیں کر رہا اور ہم مکہ اس لیے شفٹ ہو رہے ہیں کیونکہ وہاں اللہ کا گھر ہے۔ وہ بابرکت زمین ہے۔ وہاں جا کے شاید میں ایک نیک انسان بن جاؤں۔" مسکرا کے سادگی سے بتایا اور پلیٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

"نگینہ آنٹی کیسی ہیں؟ ابھی تک یہیں ہیں؟" معید نے موضوع بدلا۔

"جی۔ ابو اور امی اب پاکستان میں رہیں گے۔ وہ دبئی نہیں جانا چاہتے۔ ویسے بھی امی کے ٹیسٹ رزلٹ بہتر ہو رہے ہیں۔"

"ان شاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔"

بظاہر بات ختم ہوگئی لیکن ایک تناؤ سا تھا جو سارے ڈائننگ ہال کو اپنی لپیٹ میں لے گیا تھا۔

☆☆☆

واپسی پہ زیاد ڈرائیو کر رہا تھا اور وہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی سر جھکائے موبائل پہ کچھ دیکھ رہی تھی۔ سڑک ویران تھی اور اندھیرے کی وجہ سے موبائل کی نیلی روشنی مالا کے چہرے پہ پڑ رہی تھی۔ کندھوں کے گرد شال لپیٹے' وہ مسکارے والی آنکھیں فون پہ جھکائے ہوئے تھی۔ کانوں میں پہنے ٹاپس دمک رہے تھے۔

"ماہی قدرے نیگیٹو سوچتی ہے۔" زیاد کھنکھارا۔ ڈرائیو کرتے ہوئے اس کی نظریں سامنے سڑک پہ تھیں۔

www.zemtime.com

"ارے نہیں۔ اس کی عادت ہے مذاق کرنے کی۔ آپ جلد اسے سمجھ جائیں گے۔" اس نے بظاہر لہجہ ہلکا پھلکا رکھا۔ البتہ ایک بے چینی سی سر اٹھانے لگی۔

"تم نے مجھے کبھی کیف کے بارے میں تفصیل سے نہیں بتایا۔ بس اتنا کہا کہ وہ ناقابلِ اعتبار سا ہے۔"

"میں نے اس کو اتنی اہمیت نہیں دی۔ کیا جاننا چاہتے ہیں آپ؟" وہ آرام سے پوچھ رہی تھی۔

"اس نے اپنا نام غلط بتایا۔ یہ آئی ڈینٹی فراڈ کہلاتا ہے۔ ایسے آدمی سے معید کو دور رہنا چاہیے۔"

"معید اپنا اچھا برا سمجھتا ہے۔ ڈونٹ وری۔"

"ماہر فرید...." وہ سڑک کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔ "میں نے یہ نام پہلے بھی سن رکھا ہے کہیں۔" جیسے ذہن پہ زور دیا۔

"میں نے آپ کے گھر کورٹ کے کاغذات دیکھے تھے، جن میں سبرینہ کے والدین نے ماہر فرید کے خلاف رسٹرینگ آڈر لیا تھا۔ آپ نے اس کا نام وہیں سنا ہوگا۔"

زیاد نے چونک کے اسے دیکھا۔ "اوہ یس۔ یہ وہی ماہر فرید ہے۔" بے اختیار ماتھے کو چھوا۔ "لیکن وہ تو نفسیاتی مریض تھا۔ پاگل خانے میں داخل رہا تھا شاید۔ کیا وہ کیف تھا؟" وہ جیسے الجھ سا گیا تھا۔

کار کو وہی تناؤ اپنی لپیٹ میں لینے لگا تو مالا نے پہلو بدلا۔ زیاد کہہ رہا تھا۔

"وہ آدمی اتنا عرصہ تم لوگوں کے گھر میں رہتا رہا۔ ایسا آدمی انتہائی خطرناک...."

"سبرینہ کی ڈیتھ کیسے ہوئی تھی؟" اور نتیجہ اس کی توقع کے مطابق تھا۔ زیاد سلطان ایک دم خاموش ہوگیا۔ اس کے چہرے پہ ایک سوگوار سا تاثر ابھرا۔

"کیا تم انڈر اسٹینڈ کرو گی اگر میں کہوں کہ میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا؟ یہ ایک تکلیف دہ ٹاپک ہے۔"

"شیور۔" وہ مسکرا دی اور باہر دیکھنے لگی۔ پھر خیال آیا۔

"آنٹی کی دوا لینی تھی۔ آپ فارمیسی پہ رک کے لے سکیں گے؟"

فارمیسی کے باہر کار روک کے زیاد نے والٹ سے کارڈ نکالا اور باہر نکل گیا۔ مالا نے ایک نظر دونوں نشستوں کے درمیان رکھی اس کی چیزوں کو دیکھا۔ والٹ۔ موبائل۔ وہ سب یہیں چھوڑ گیا تھا۔

یونہی کچھ یاد آیا تھا۔ ایک دفعہ پہلے بھی اس نے کسی کے والٹ کی تلاشی لی تھی۔

(لیکن سعودی عرب ہی کیوں؟ کہیں اس لیے تو نہیں کہ وہاں آپ کی بیوی آپ کی مرضی کی پابند ہوتی ہے؟)

اس نے ایک نظر فارمیسی کے شیشے کے بند دروازوں کو دیکھا اور دوسری نظر والٹ پہ ڈالی۔

(اور وہ شوہر کی اجازت کے بغیر ملک نہیں چھوڑ سکتی؟)

اس نے فون اٹھا کے روشن کیا۔ وہ لاکڈ تھا۔ اس نے دھیرے سے والٹ اٹھایا۔ اور کھولا۔

اندر چند نوٹ رکھے تھے۔ زیاد کیش بہت کم رکھتا تھا۔ تین چار بینک کارڈز تھے۔ اور اس کے شناختی کارڈز۔

اُف مالا۔ کیا کر رہی ہو؟

خود کو کوستے ہوئے اس نے والٹ واپس رکھا۔ اور ہاتھ گود میں رکھ لیے۔ اسے زیاد پہ اعتبار کرنا چاہیے۔

ایک شخص کے دھوکے نے اسے ایسا نقصان دیا تھا کہ اسے لگتا تھا ہر انسان دھوکا دے گا۔ لیکن زیاد ایسا نہیں ہے۔ وہ اس کے ساتھ ایک نئی زندگی شروع کرنے جا رہی ہے۔ اسے اس پہ شک نہیں کرنا چاہیے۔ ویسے بھی اب وہ آوازیں آنا بند ہو چکی تھیں۔ مالدیپ جانے سے لے کر اب تک ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ اسے زیاد کی محبت پہ اعتبار کرنا

www.zemtime.com

چاہیے۔

☆☆☆

نگینہ بیگم تکیوں کے سہارے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔ چہرہ نحیف اور وجود لاغر ہو چکا تھا۔ سفید دوپٹہ سر پہ تھا اور تسبیح کے دانے گراتے ہوئے لب ہلا رہی تھیں۔

"آپ واقعی جا رہے ہو زیاد؟" وہ اب اداس نہیں تھیں۔ بلکہ عینک کے پیچھے سے زیاد کو گہری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ مالا کسی کام سے گھر سے باہر تھی اور وہ دونوں ان کے کمرے میں تنہا تھے۔

"امی مجھے مت روکیے گا۔ میں جانا چاہتا ہوں۔" وہ ان کے قریب کرسی پہ آگے کو ہو کے بیٹھا سر جھکائے کہہ رہا تھا۔

نگینہ بیگم نے پتلیاں سکوڑ کے اسے دیکھا۔ وہ اس کے آر پار جھانک سکتی تھیں۔

"یہ وہ پہلا راز نہیں ہے جو آپ نے مجھ سے رکھا ہے بیٹا۔"

وہ ہلکا سا چونکا۔ وہ زخمی سا مسکرائیں۔

"کچھ عرصہ قبل تمہارے اوپر خون کے چھینٹے آتے تھے۔ کبیرہ بیگم کا جادو۔" وہ مسکرائیں۔ "اور تم مجھے بتاتے نہیں تھے۔"

"میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ پریشان ہوں۔"

"غلط۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ میں اپنی ساری توانائیاں کبیرہ پہ صرف کر دوں۔ اور آپ کا کام بھول جاؤں۔"

زیاد کے چہرے پر سایہ سا گزرا۔ اس نے آواز نیچی کی۔

"میں نے کہا تھا کہ آپ اپنی دعا اور دم سے اس کو میرا بنا دیں۔ اس کی ماں کے ساتھ کچھ کرنے کے لیے نہیں کہا تھا۔"

"اس کی ماں اگر اپنے حواس میں ہوتی تو یہ شادی کبھی نہ ہوتی بیٹا۔" وہ تنفر سے مسکرائیں۔

"اس کی ماں کے ساتھ جو ہوا اس میں میرا قصور نہیں ہے امی۔" اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ "میں جاننا بھی نہیں چاہتا کہ آپ نے وہ سب کیسے کیا۔"

وہ جواباً کچھ نہیں بولیں۔ بس اس کو دیکھے گئیں۔ زیاد نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"میں اور کشمالا مکہ جا رہے ہیں۔ وہاں اللہ کا گھر ہے۔ میں ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگوں گا۔ مجھے بہت اچھی بیوی ملی ہے اور میں اس کی قدر کروں گا۔ ہم خوش رہیں گے۔"

"جیسے آپ کے ابو اور میں خوش ہیں۔" ان کے انداز میں طنز تھا۔

"میں اور کشمالا ابو اور آپ کے جیسے نہیں ہیں۔ نہ بنیں گے۔ ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اور میں اپنے گناہ چھوڑ چکا ہوں۔ اسی لیے میں "آپ" کو چھوڑ رہا ہوں۔"

"اس پیسے کے بغیر رہ لو گے بیٹا جو آپ کو میرے توسط سے ملتا ہے؟"

زیاد سلطان نے مٹھی بھینچ لی۔ جیسے بہت ضبط کیا ہو۔

"رہ لوں گا۔ مجھے آپ کے بھیجے گئے پیسے مزید نہیں چاہیے ہیں۔ میں حلال کی آمدن پہ کام شروع کروں گا۔ کشمالا اور میں گزارا کر لیں گے۔"

"جس عورت کے لیے آپ مجھے چھوڑ رہے ہو وہ ایک دن آپ کو چھوڑ دے گی۔" وہ بنا پلک جھپکائے اس کی آنکھوں میں دیکھ کے کہہ رہی تھیں۔ لہجے میں تلوار کی سی کاٹ تھی۔

زیاد سلطان کو جیسے کسی نے الٹی چھری سے ذبح کر دیا۔ اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔ آنکھوں میں گلابی سی نمی ابھری۔

"وہ مجھے نہیں چھوڑے گی۔ وہ میری تاریک زندگی میں آئی روشنی کی کرن ہے۔ وہ نہ رہی تو میں بھی نہیں رہ سکوں گا۔ پلیز...." اس نے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ اس کے لہجے میں منت تھی۔ "میں معافی مانگتا ہوں آپ سے سرکار۔ آپ کا دل دکھانے کے لیے۔ آپ کو چھوڑ کے جانے کے

www.zemtime.com
ZEMTime

لیے۔ گناہ کی زندگی چھوڑنے کے لیے۔ لیکن پلیز کچھ ایسا نہ کریں جس سے میں رک جاؤں۔ ہمیں جانے دیں۔"

"ہونہہ۔" نگینہ بیگم نے مسکرا کے سر جھٹکا اور اس کے ہاتھوں سے اپنا جھریوں زدہ ہاتھ علیحدہ کیا۔ پھر اسے زیاد کے سر پہ رکھا۔

"جیسے آپ کی خوشی بیٹا۔"

زیاد نے چہرہ اٹھا کے انہیں دیکھا۔ اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔ "وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گی۔"

"اور اگر وہ اس کی زندگی میں واپس آ گیا؟"

الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ جو کسی نے اس کے کانوں میں انڈیلا تھا۔

زیاد دھیرے سے سیدھا ہوا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا ابھرا جو پہلے وہاں نہیں تھا۔

"وہ اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ نہ پہلے۔ نہ اب۔ وہ اس کے لیے مجھے کبھی نہیں چھوڑے گی۔ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ نگینہ بیگم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کی انگلیاں تسبیح کے دانے گرا رہی تھیں اور لب حرکت کر رہے تھے۔

☆☆☆

زارینہ فرید کے آفس کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ کام کرتے ہوئے گاہے بگاہے باہر نظر ڈالتی۔ اسے ہال میں کام کرتے افراد کے سر کیبنز سے نکلتے دکھائی دے رہے تھے۔ کچھ سوچ کے وہ اٹھی اور کافی کا مگ ہاتھ میں لیے باہر نکل آئی۔ اس کا رخ شبنم کے ڈیسک کی جانب تھا۔

شبنم نے اس کے جوتوں کی آواز سنی لیکن بظاہر کام میں مصروف رہی' یہاں تک کہ زارینہ اس کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی۔ ایسے کہ اس کے ڈیسک پہ سایہ سا ہو گیا۔ تب اس نے چہرہ اٹھایا اور عینک کے پیچھے سے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"جی زارینہ خانم؟" وہ کی بورڈ پہ انگلیاں جمائے ایسے پوچھ رہی تھی جیسے بس ایک لمحے کے لیے ٹائپنگ روکی ہو اور زارینہ جائے تو واپس شروع ہو جائے۔

"تم نے اس روز میرے سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔" زارا میز کے کونے پہ بیٹھی اور ٹانگیں ایک دوسرے پہ جما دیں۔ پھر کافی کا گھونٹ بھرا۔ شبنم نے ستائش سے اس کو دیکھا جو بنا کسی سہارے کے کمر سیدھی رکھے وہاں بیٹھی تھی۔ اس کا فگر پرفیکٹ تھا۔ جیسے کوئی خوب صورت مجسمہ ہو۔

"کون سا سوال؟" البتہ پوچھا تو آواز کسی بھی قسم کی مرعوبیت سے پاک تھی۔

"وہ یاسمین نامی عورت کون تھی؟" زارا کی تیز نظریں اس پہ جمی تھیں۔

شبنم نے گہری سانس لی۔

"آپ ماہر بے سے پوچھ لیں۔"

"شبنم...." وہ اسی طرح بیٹھے بیٹھے اس کی طرف جھکی۔ اور ٹھک سے کافی کا کپ میز پہ رکھا۔ چند قطرے باہر کو چھلکے۔

"میں ماہر کی کزن ہوں اور تم ایک سیکرٹری ہو۔ اس اکانومی میں تمہارے لیے ایسی جاب بہت ضروری ہے جو تمہیں ڈالرز میں پے کرتی ہو۔ لیکن میرے کہنے پہ ماہر تمہیں ایک منٹ میں دروازہ دکھا سکتا ہے۔ ایک منٹ میں۔" لمبے ناخنوں والے ہاتھ سے چٹکی بجا کے دکھائی۔

"آپ ان کی کزن ہیں۔ ان سے خود پوچھ سکتی ہیں۔ میں سیکرٹری ہوں۔ ان کی باتیں میرے پاس امانت ہوتی ہیں۔ خیانت نہیں کر سکتی۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔" وہ واپس سیدھی ہوئی اور مسکرا کے کھڑی ہو گئی۔

اس کی مسکراہٹ میں کچھ تھا جو شبنم کو غیر آرام دہ کر گیا۔ اس نے پہلو بدلا۔ زارا اب اپنے آفس کی طرف جا رہی تھی۔ شبنم سر جھٹک کے کام کرنے لگی۔ زارا اس کا کیا بگاڑ لے گی؟

☆☆☆

www.zemtime.com

"تم کبھی مجھے چھوڑ کے تو نہیں چلی جاؤ گی؟"

وہ جہاز کی کھڑکی سے باہر پھیلے بادل دیکھ رہی تھی۔ سفید کاٹن کینڈی جیسے بادل جو چھوتے ہی ہتھیلی پہ گھل جائیں۔ اس کے سوال پہ وہ چونکی۔ چہرہ موڑ کے اسے دیکھا۔ زیاد سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے اداسی سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اس کے انداز میں بچوں کی سی بے بسی تھی۔ خوف تھا۔ امید تھی۔

مالا مسکرادی۔

"یہ کیسا سوال ہے؟"

"بتاؤ نا۔ تم مجھے چھوڑو گی تو نہیں؟"

"میں اتنی آسانی سے کسی کو نہیں چھوڑتی۔ نہ میں دشمن بناتی ہوں۔ لیکن اگر بنالوں تو پھر اس دشمنی کو آخری حد تک پہنچاتی ہوں۔"

وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

"یعنی تمہیں ناراض کرنا بھی مشکل ہے اور منانا بھی۔ ویسے کس بات پہ تم دوستی کو دشمنی میں بدلتی ہو؟"

"آپ جان جائیں گے۔" وہ مسکرا کے باہر دیکھنے لگی۔ اس نے کس کے اونچی پونی باندھ رکھی تھی جو چہرہ موڑنے سے دائیں بائیں جھولتی تھی۔

"تمہارا سب سے بڑا خواب کیا ہے؟" وہ پوچھنے لگا۔

"آپ کا سب سے بڑا خواب کیا ہے؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"یہی کہ میری ایک بیوی ہو۔" مسکرا کے محبت سے اسے دیکھا۔ "ایسی بیوی جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ جس کے آنے سے میری زندگی بدل جائے۔ اور میں ایک اچھا انسان بن جاؤں۔ یہ میرا سب سے بڑا خواب ہے۔ اور تمہارا؟"

وہ مسکرادی۔ اسے سوچنے کی ضرورت نہ تھی۔

"یہی کہ میں دنیا بھر کا سفر کروں۔ ایک بیک پیک ہو کندھے پہ۔ نہ کوئی کام ہو نہ کوئی فکر۔ میں جوگرز کے تسمے کسوں اور اپنے قدموں پہ چلتے ہوئے دنیا کو ایکسپلور کروں۔ ایک ملک سے دوسرے ملک۔" وہ باہر پھیلے روئی کے گالوں کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"پھر کسی خوب صورت مقام پہ پہنچوں تو کندھے سے بیک پیک اتاروں، وہاں اپنا ایزل کینوس سیٹ کروں اور ساتھ گرما گرم کافی مل جائے۔ پھر میں وہیں بیٹھ کے ڈھلتے سورج کے ساتھ اس منظر کو پینٹ کروں۔ وہ منظر کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی پر رونق اسٹریٹ۔ کسی پہاڑ کی چوٹی۔ بس مجھے دنیا گھومنے کا شوق ہے۔ نئے نئے شہر دیکھنے کا۔"

اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ اور ایک لٹ پونی سے نکل کے گال کو چھو رہی تھی۔ اسے یاد آیا کہ کیسے وہ ایک آدمی کا رشتہ صرف اس لیے قبول کرنے کو تیار تھی کہ وہ بہت سے ملکوں کا سفر کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ایسا گھٹیا آدمی تھا جس نے اس کے چہرے کے دانوں کو نشانہ بنایا تھا۔ ایسے آدمی کے ساتھ تو وہ ایک منٹ نہ رہ سکتی۔ کجا کہ دنیا گھومنا۔

وہ مسکرا کے باہر دیکھنے لگی۔ اسے دنیا گھومنے کا شوق تھا اور سعودیہ سے وہ سفر شروع ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا شوہر تھا جو اس کا من پسند تھا۔ اور وہ اپنے شوہر کی محبت تھی۔ وہ خود مختار تھی۔ زندگی کے تمام ٹرامائز پیچھے کہیں رہ گئے تھے۔ وہ بالآخر ایک نئی زندگی شروع کرنے جا رہی تھی جو....

"ویسے تمہارے چہرے پہ پمپل نکل رہے ہیں۔" اس کی آواز نے کشمالہ مبین کے خیالوں کا ارتکاز توڑا۔

اس نے چونک کے زیاد کو دیکھا۔ پھر سامنے سیٹ کی پشت سے لگی بجھی ہوئی اسکرین کو جس میں اس کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ دائیں گال پہ ننھے ننھے سے دو دانے نئے نکلے ہوئے تھے۔

اس کی رنگت میں کچھ بدلا تھا زیاد ایک دم سنبھلا۔

"سوری میرا مطلب تمہارا دل دکھانا نہیں

www.zemtime.com

تھا۔ میں اس لیے بتا رہا ہوں تا کہ تم ان کا ٹریٹ کرلو اور یہ بڑھ نہ جائیں۔ کیونکہ یہ تمہارا کمپلیکس رہے ہیں۔ اگر یہ دوبارہ نکل آئے تو تمہاری شخصیت ڈیلیٹ (مسخ) ہوجائے گی۔" اس نے سادگی سے کہتے ہوئے ایک میگزین اٹھالیا۔

"دانے تو نکلتے رہتے ہیں۔ میں ان سے پریشان نہیں ہوتی۔" لیکن اس کی آواز کمزور تھی۔ اس میں خوف کا عنصر غالب تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجھے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ بس تم میری اصلاح کرتی رہنا۔ جہاں میں غلط ہوں مجھے محبت سے بدلنے کی کوشش کرنا۔ میری تلخ کلامی کی عادت تمہاری محبت سے دور ہوجائے گی۔ کیونکہ محبت ہی انسان کو heal (شفا) کرتی ہے۔"

وہ دھیرے سے مسکرادی لیکن اس دفعہ اس کی مسکراہٹ قدرے پھیکی تھی۔ اس نے پھر سے سیاہ اسکرین میں اپنا عکس دیکھا۔ ایک خوف سا حلق میں گرہیں لگانے لگا۔

☆☆☆

شبنم اپنے ڈیسک پہ بیٹھی کی بورڈ پہ کھٹا کھٹ ٹائپ کررہی تھی جب انٹرکام بجا۔

"اندر آؤ۔" ماہر کی رکھائی بھری آواز سنائی دی۔ وہ چونکی۔ اسے ماہر کی روزمرہ کی ڈانٹ اور اصل ڈانٹ کا فرق معلوم تھا۔ اس نے ایسا کیا کیا تھا؟ وہ الجھتی ہوئی کھڑی ہوئی اور ذہن میں آج کے کرنے کے تمام کاموں کی فہرست کو دہراتے ہوئے کانفرنس روم کے دروازے تک آئی۔ دروازہ کھولا تو ٹھٹھک گئی۔

زارا اس کے ساتھ کانفرنس ٹیبل پہ بیٹھی تھی۔ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔ شبنم کا ماتھا ٹھنکا۔

"شبنم... تم نے مجھے وہ اسکیچز کیوں نہیں دکھائے جو زارا نے تمہیں دیے تھے؟"

"کون سے اسکیچز؟"

"تمہاری یادداشت کو کیا ہوتا جارہا ہے؟ وہی اسکیچز جو ہمارے سینئر ایسوسی ایٹس نے میرے فیڈ بیک کے لیے زارا کو بھیجے تھے۔ زارا نے تمہیں یہ اسکیچز تین دن پہلے دیے تھے۔" بگڑے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے ایک فائل سامنے پٹخی۔ "آج میرے پوچھنے پہ زارا ان کو دوبارہ پرنٹ کرکے لائی ہے کیونکہ تم یہ بھول گئی تھیں۔"

شبنم نے چونک کے زارا کو دیکھا۔

"مگر زارا حانم نے...."

"اٹس اوکے ماہر۔ شاید میں اسے ای میل کرنا بھول گئی ہوں گی۔" وہ ایک دم ہمدردی سے بولی جیسے اس کے ڈانٹنے پہ پریشان ہوگئی ہو اور اب اسے ڈانٹ سے بچانا چاہتی ہو۔

"تم کیسے بھول سکتی ہو؟ تم آج تک کچھ بھولی ہو؟" وہ الٹا اس پہ خفا ہوا۔ پھر شبنم کو گھور کے دیکھا۔ "کیا میں نہیں جانتا شبنم کو؟ باتیں کروالو بس۔ نقصان تو میرا ہورہا ہے نا۔ یہ تمہاری دوسری اسٹرائک ہے۔ تیسری پہ تم جانتی ہو کہ دروازہ کس طرف ہوتا ہے۔"

"سوری سر۔ غلطی میری ہے۔ زارینہ حانم نے مجھے بتایا تھا۔ میں ہی بھول گئی۔" اس نے سر جھکا کے کہا۔ چہرہ سرخ ہورہا تھا۔ پھر ایک خاموش مگر ملامتی نظر زارا پہ ڈالی اور چپ چاپ وہاں سے چلی آئی۔

چند گھنٹے گزرے اور کھڑکیوں کے باہر پھیلے استنبول پہ شام اتر آئی تو زارا کے دروازے پہ دستک ہوئی۔ اس نے لیپ ٹاپ سے چہرہ اٹھا کے دیکھا۔ پھر چوکھٹ میں کھڑی شبنم کو دیکھ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ در آئی۔ زارا نے پیچھے کو ٹیک لگالی اور اسے آنے کا اشارہ کیا۔

"اس کا نام یاسمین ہے۔ وہ ہاف امریکن ہاف روسی ہے۔" وہ قدم قدم چلتی سامنے آئی تو چہرے پہ ندامت تھی۔ اور دل پہ بوجھ۔

"رسکی۔ (روسی)۔ بہت دلچسپ۔ آگے؟"

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

زارا باہم انگلیاں پھنسائے' کرسی کو ہلکا ہلکا سا دائیں بائیں جھلا رہی تھی۔

"میں نہیں جانتی' وہ ان کی کیا لگتی ہے۔ لیکن پچھلے سال مارچ سے اب تک وہ اس سے نہیں ملے۔ یعنی جب سے وہ لاہور گئے ہیں۔"

"پہلے کتنا ملتا تھا اس سے؟"

"ہر جمعہ کو۔"

"ہر جمعہ کو؟" زارا نے استعجاب سے ابرو اٹھائے۔ شبنم نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہر جمعہ کی شام وہ اپنا سارا شیڈول خالی کر دیتے تھے۔ ڈرائیور کو بھیج کے خود ڈرائیو کر کے اس سے ملنے جاتے تھے۔"

"فرائیڈے نائٹ ڈنر۔" زارا کے چہرے پہ تکلیف ابھری۔ "کس ریستوران میں ریزرویشن کرواتا تھا؟"

"ریزرویشن کبھی نہیں کروائی۔ میں نہیں جانتی وہ اس سے کہاں ملتے ہیں۔ لیکن وہ موبائل بھی چھوڑ کے جاتے تھے تاکہ کوئی انہیں ڈسٹرب نہ کرے۔ اور...." وہ اٹکی۔ "وہ ہمیشہ یاسمین سے ملنے سے پہلے لباس تبدیل کرتے تھے۔"

"لباس؟ کیوں؟" زارا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"معلوم نہیں۔ سوٹ کی جگہ جینز شرٹ اور جوگرز پہنتے تھے۔ اور...." اس نے تھوک نگلا۔ "وہ بہت سا کیش ساتھ لے کر جاتے تھے۔"

"کیش؟ کتنا کیش؟" زارا تیزی سے سیدھی ہوئی۔

"تقریباً تین سو ڈالرز۔"

زارا فرید کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔

"وہ ہر ہفتے اس عورت پہ تین سو ڈالرز خرچ کرتا ہے؟ ناممکن۔ ماہر کسی پہ خرچا نہیں کرتا۔ وہ کسی عورت کو ہر ہفتے تین سو ڈالر کی شاپنگ نہیں کروا سکتا۔"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ جو معلوم ہے' وہ بتا رہی ہوں۔"

زارا کے چہرے پہ کئی رنگ آ جا رہے تھے۔

"اس کا پورا نام کیا ہے؟" وہ بہت اچھی تھی لوگوں کے بارے میں معلوم کروانے میں۔ وہ اس عورت کو کھوج نکالے گی۔

"میں نہیں جانتی۔" شبنم نے سر جھکا دیا۔ انداز میں ندامت تھی۔

زارا نے سینے میں دبی سانس خارج کی۔

"تھینک یو شبنم۔ تم جاؤ۔" انداز میں نرمی تھی۔

وہ سر جھکا کے واپس مڑ گئی۔

وہ کتنی ہی دیر وہیں بیٹھی رہی۔ لیپ ٹاپ کی بجھی اسکرین میں اس کو اپنا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ بظاہر اس کے بل دار بال بہت نفاست سے بلو ڈرائی کر کے کندھوں پہ سیٹ کیے گئے تھے۔ لیکن وہ دیکھ سکتی تھی کہ چند ایک بال جڑوں سے سفید ہو رہے تھے۔

پھر اس نے موبائل اٹھایا اور بابا کے نام کو دبایا۔ دوسری طرف گھنٹی جانے لگی۔

"بابا...." اس کی آواز بھیگ رہی تھی۔

"میں تھک گئی ہوں۔ واپس آنا چاہتی ہوں۔ کیا فرید ہولڈنگ میں میرے لیے جگہ ہوگی؟"

ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کے گرا اور چہرے پہ لڑھک گیا۔

☆☆☆

مکہ سعودی عرب کا ایک بہت وسیع و عریض صوبہ تھا جس کو منطقہ مکہ کہتے تھے۔ اس کا دارالحکومت شہر مکہ المکرمہ تھا جو خانہ کعبہ یعنی مسجد الحرام کی وجہ سے تمام مسلمانوں کے لیے ایک الگ مقام رکھتا تھا۔ منطقہ مکہ کا دوسرا اہم شہر جدہ تھا جو اس ملک کا کمرشل سینٹر تھا۔ اس پورے علاقے کو حجاز بھی کہا جاتا تھا۔

جدہ' حجاز کا ایک نسبتاً ماڈرن شہر تھا جو اپنی خوب صورت مساجد' بوتیک کیفیز' اور واٹر فرنٹس کے لیے جانا جاتا تھا۔ یہاں اکثریت غیر ملکیوں کی تھی۔

وہ ایک اونچی اپارٹمنٹ بلڈنگ تھی جس کے

www.zemtime.com
ZEMTime

ایک کارنر اپارٹمنٹ میں اس وقت ہماری کہانی تمہیں لے کر جا رہی ہے۔ ایک کھلی کھڑکی سے جھانکو تو باہر کی گرم ہوا کے نسبت اندر اے سی کی ٹھنڈک تھی۔ اپارٹمنٹ خالی خالی سا تھا۔ کھڑکیوں کے آگے پردے یا بلائنڈز ندارد تھے۔ فریج اور الیکٹرونکس موجود تھیں اور تھوڑا بہت فرنیچر بھی۔ باقی بہت کچھ باکسز میں پیک تھا۔ کچھ بیگز کھلے رکھے تھے۔ باکسز کو دیکھ کے اندازہ ہوتا تھا کہ ان میں موجود سامان ابھی اسی شہر سے خریدا گیا ہے جبکہ بیگز والا سامان پاکستان سے آیا تھا۔

''اس قیمت پہ ایسا اپارٹمنٹ ہمیں پورے جدہ میں نہ ملتا۔ اچھی جگہ ڈھونڈی ہے تم نے۔'' زیاد لونگ روم کی گلاس وال کے سامنے کرسی ڈالے بیٹھا' عینک لگائے کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ دفعتاً ہاتھ روک کے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا جو کچن کاؤنٹر ٹاپ پہ ایک باکس رکھ رہی تھی۔

''صرف تعریف مت کریں۔ میرے ساتھ کام بھی کروائیں۔'' وہ بالوں کی اونچی پونی باندھے' ٹراؤزر پہ کھلی ٹی شرٹ پہنے کام میں مصروف دکھائی دے رہی تھی۔ رخسار کے دانے قریباً غائب ہو چکے تھے۔

''یہ عورتوں کے کرنے کے کام ہیں۔'' وہ مسکرا کے لیپ ٹاپ پہ جھک گیا۔

''یہ میاں بیوی کے ساتھ کرنے کے کام ہوتے ہیں۔'' خفگی سے اونچی آواز میں کہا تو زیاد نے گہری سانس لے کر لیپ ٹاپ رکھ دیا۔ پھر قدم قدم چلتا کچن تک آیا۔

''بتائیے بیگم صاحبہ کیا کام ہے آپ کو۔'' مالا نے پلٹ کے دیکھا۔ وہ ہارمان کے آگے کھڑا ہوا تھا۔ وہ مسکرا دی۔

''میرے ساتھ کچن کی سیٹنگ کروائیں۔'' پھر اسے کچھ یاد آیا۔

''آج ہم نے اپارٹمنٹ کا اگلے چھ ماہ کا کرایہ جمع کروانا تھا۔'' انہوں نے اپارٹمنٹ سیکیورٹی اور ایک ماہ کا کرایہ ادا کر دیا تھا۔ مزید کے لیے زیاد نے وقت مانگ لیا تھا۔

''ہاں میں ارینج کر لوں گا۔''

زیاد کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔ وہ پھیکا سا مسکرایا۔

باکس سے ببل ریپ میں لپٹے برتن نکالتے ہوئے مالا نے ایک نظر اسے دیکھا۔

''میرے پاس میری سیونگز ہیں۔ ڈالرز۔ ڈائمنڈز۔ ہم اس میں سے....''

''نہیں کشمالہ۔'' اس نے سختی سے روک دیا۔ ''میں گھر کا مرد ہوں۔ یہ میرے کرنے کے کام ہیں۔ میں کرایہ پے کر دوں گا۔''

''میاں بیوی کا پیسہ سانجھا ہوتا ہے۔ بعد میں آپ مجھے واپس کر دینا۔''

''نہیں۔ میں ان مردوں جیسا نہیں بننا چاہتا جو بیویوں سے پیسے لیتے ہیں۔'' نرمی سے مسکرا کے بولا اور اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔ وہ ببل ریپ میں لپٹے برتن کاؤنٹر ٹاپ پہ رکھ رہی تھی۔ وہ ایک ایک کے ببل ریپ احتیاط سے اتارنے لگا۔

''پتا ہے ماں کہتی تھیں کہ برتن کے اوپر....'' مالا مسکراتے ہوئے اسے کوئی پرانی بات بتا رہی تھی۔ آخر میں وہ خود سے ہنس دی۔ جب وہ ہنسی تو وہ محویت سے اسے دیکھے گیا۔ وہ ہنستے ہوئے سر جھکا کے لبوں پہ مٹھی رکھتی تھی۔ یہ اس کا اپنا ایک انداز تھا۔

''تم کتنی اچھی ہو کشمالہ...'' اس کی آواز میں یاسیت تھی۔ ''مجھے لگتا ہے میں تمہارے قابل نہیں تھا۔ ابھی تک میں نے تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔''

''ایسے کیوں کہہ رہے ہیں؟'' اس نے حیرت سے زیاد کو دیکھا۔ پھر سنک تک آئی اور نل کھولا۔

زیاد نے بے چارگی سے کندھے اچکائے۔

''مجھے ماہی کی بات یاد آ رہی ہے۔ میں تمہیں تمہارے گھر والوں سے دور لے آیا ہوں۔ ایسے بیابان میں جہاں تمہارا کوئی رشتے دار' کوئی دوست نہیں ہے۔ تم میری مرضی کے بنا اس ملک سے نکل

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

نہیں سکتیں۔ تمہیں اپنا آپ میرے ساتھ قید تو محسوس نہیں ہوتا؟"

وہ جیسے پریشان تھا۔ نادم تھا۔ بہت سا گلٹ تھا جو بار بار کندھوں پہ حاوی ہونے لگتا تھا۔

"نہیں زیاد۔ ایسی بات نہیں ہے۔" وہ نرمی سے کہتے ہوئے تل کی دھار سے بوتل دھو رہی تھی۔

"یعنی تمہیں میری نیت پہ شک نہیں ہے کہ میں جان بوجھ کے تمہیں ایسی جگہ لے آیا ہوں جہاں تمہارا اپنا کوئی بھی نہیں ہے۔"

"یہ سچ نہیں ہے۔"

"کیا؟ کہ تمہیں میری نیت پہ شک نہیں ہے؟" بغور اسے دیکھ کے اپنا سوال دہرایا۔ مالا دھیرے سے ہنس دی۔

"نہیں۔ یہ سچ نہیں ہے کہ یہاں کوئی میرا اپنا نہیں ہے۔"

زیاد جو فریج کی طرف بڑھ رہا تھا' ایک دم ٹھہر گیا۔ قدم پتھر ہو گئے۔ ساری دنیا ٹھہر گئی۔ اس نے پلٹ کے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟ اس ملک میں تمہارا کوئی رشتے دار ہے۔"

"رشتے دار نہیں ہے لیکن جیسے طوطی خان کہتا تھا...." وہ یاد کر کے ہنسی۔ "ابھی دنیا کا ایسا کوئی شہر نہیں بنا جہاں مالا باجی کا کوئی دوست نہ نکل آئے۔"

"دوست؟" اس کے کندھے ڈھیلے پڑے۔ "تم... تمہارے یہاں دوست ہیں؟"

"مالا کے دوست ہر جگہ ہوتے ہیں کیونکہ میں دوستوں کو ناراض نہیں کرتی اور دشمن نہیں بناتی۔ یہ پلیٹ پکڑائیں۔" مسکرا کے کہتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔ زیاد نے سست روی سے پلیٹ اسے تھمائی۔

"جدہ میں میری ایک بہت اچھی فرینڈ رہتی ہے۔" اب وہ تمام پلیٹس ریک میں سیٹ کر رہی تھی۔ زیاد جبراً مسکرایا۔

"تم نے پہلے نہیں بتایا؟"

"نہیں بتایا؟ بھول گیا ہوگا۔"

"خیر.. تمہیں کہاں وقت ملے گا اس کے پاس جانے کا۔ یہاں فاصلے ہی اتنے ہیں۔" اس نے جیسے مالا سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

"ارے یہی تو مزے کی بات ہے۔ میں نے اس اپارٹمنٹ کا انتخاب اسی کے کہنے پہ کیا تھا کیونکہ وہ اسی بلڈنگ میں رہتی ہے۔ میں جب چاہوں اس سے مل سکتی ہوں۔ اس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس بھی ہے اور آپ مصروف ہوں تو ہم باہر بھی جا سکتے ہیں۔" اس نے مسکراہٹ دبا کے زیاد کا چہرہ دیکھا۔ "آپ جیلس ہو رہے ہیں نا؟"

"ارے نہیں۔" وہ پھیکا سا ہنس دیا۔

"کرایہ یاد سے جمع کروا دینا۔"

زیاد نے ہوں کر کے سر ہلا دیا۔ اس کا ذہن الجھا ہوا سا تھا۔ اس نے موبائل نکالا اور امی کے نمبر پہ ہاتھ رکھا۔ اسے پیسے چاہیے تھے۔ لیکن کیا وہ سرکار سے مزید پیسے لینا افورڈ کر سکتا تھا؟

ہرگز نہیں۔

"اس ویک اینڈ پہ ہم عمرہ کرنے چلیں گے زیاد۔" وہ کچن سے آتی دکھائی دے رہی تھی۔ زیاد نے ابھی تک عمرے کی ہمت نہیں کی تھی۔ وہ اسے ٹالے جا رہا تھا۔ اس بات پہ بس سر ہلا دیا۔

وہ مصنوعی آتش دان تک آئی اور ایک چھوٹا سا باکس اس کے اوپر رکھا۔ یہ ماہی کا آخری گفٹ تھا جو اس نے شادی سے پہلے مالا کو دیا تھا۔ وہ ماہی کے سارے گفٹ کھول چکی تھی۔ سوائے اس ایک کے۔

اس نے ٹیپ اتاری اور وہ نفیس سا سیاہ سفید باکس کھولا۔ پھر اندر موجود شے نکالی۔

وہ جو میلون کی ایک خوشبودار کینڈل تھی جو شیشے کے جار میں قید تھی۔ انگلش پیئر اینڈ فریجا کا فلیور اوپر درج تھا۔ اس نے سلور ڈھکن اٹھایا اور سفید موم کو سونگھا۔ اسے خوشبو دار کینڈلز کا اتنا تجربہ نہ تھا۔ بہرحال خوشبو اچھی تھی۔ وہ ڈھکن واپس بند کرنے والی تھی جس پہ کچھ نظر آیا۔

www.zemtime.com

ایک چھوٹا سا اسٹکی نوٹ ڈھکن کے اندر کی طرف لگا تھا۔

Burn it when you feel alone.

(جب اکیلا پن محسوس کرو تو اسے جلا لو)

اس نے پتلیاں سکوڑ کے اس تحریر کو پڑھا۔ کیا یہ ماہی کی لکھائی تھی؟ لیکن اسے یاد نہ آیا۔ سیل فون کے دور میں وہ ایک دوسرے کو تحریری نوٹ کم ہی لکھتے تھے۔ خیر۔ وہ مزید کچھ سوچتی لیکن تب اسے احساس ہوا کہ کینڈل کے تینوں دھاگے سیاہ ہیں۔ ماہی نے اسے یقیناً ایک دفعہ جلایا تھا۔ اتنی مہنگی کینڈل کا تحفہ لے ہی لیا تھا تو اسے جلانے کی کیا ضرورت تھی؟ ماہی شاید اس کی خوشبو ٹیسٹ کرنا چاہ رہی ہوگی۔ اس نے مسکرا کے اس کا ڈھکن بند کیا اور اسے آتش دان پہ سجا دیا۔

فی الحال وہ تنہا نہیں تھی۔

☆☆☆

ماہر فرید اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ خلاف معمول اس نے کوٹ پیچھے اسٹینڈ پہ نہیں لٹکا رکھا تھا بلکہ اسے پہنے ہوئے تھا۔ آج میز پہ کوئی کھلا لیپ ٹاپ، کوئی فائلز وغیرہ دکھائی نہ دیتی تھیں۔ وہ کبھی کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھتا، کبھی دروازے کو پھر اضطرابی انداز میں انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسا لیتا۔

دفعتاً دروازہ دستک کے ساتھ کھلا۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اگلے ہی لمحے اس کا جوش ماند پڑ گیا۔

بیرل فرید اندر داخل ہو رہا تھا۔

"ہیلو برادر۔" ایک کان میں بالی، کلائیوں میں بینڈز اور گھٹنوں سے پھٹی ہوئی جینز پہ جیکٹ پہنے وہ چیونگم چباتے ہوئے مسکرا کے آگے آیا اور کرسی کھینچی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ بے زاری سے واپس بیٹھا۔

"اپنے بھائی کی محبت میں اس سے ملنے آیا ہوں۔"

ماہر نے زوردار آواز سے دراز کھولی اور محبت نامی چیک بک نکال کے سامنے رکھی۔ تیزی سے ایک رقم لکھ کے دستخط کیے اور شڑپ سے چیک کاٹ کے اس کی طرف بڑھایا۔

"اب جاؤ۔"

"وائی بے... آج مجھے بھائی کی محبت اتنی آسانی سے کیسے مل گئی؟" چیک تھامتے ہوئے وہ حیران ہوا۔ پھر ایک دم چونکا۔ پہلے ماہر کو دیکھا۔ اور پھر اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دروازے کو۔

"تم کسی کا انتظار کر رہے تھے؟"

"ایک میٹنگ ہے میری۔" بیرل نے چیک کو چوما، پھر اسے تبرک کی طرح تہہ کر کے جیب میں رکھا۔ پھر پیچھے کو ٹیک لگائی اور مسکرا کے ٹانگ پہ ٹانگ جمائی۔

"کسی لڑکی نے آنا ہے نا؟" اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"اپنے پیروں پہ جاؤ گے یا سیکیورٹی بلواؤں؟"

"کون ہے وہ؟" اس نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔ اس کے انداز سے نہیں لگتا تھا کہ اس کا اٹھنے کا کوئی ارادہ ہے۔ اسی پل انٹرکام بجا۔ ماہر نے تیزی سے اسے کان سے لگایا۔ پھر "انہیں بھیجو" کہہ کے ریسیور رکھا۔

"کون ہے یار؟" بیرل کی آنکھیں تجسس سے چمک رہی تھیں۔

"کبیرہ سادان۔"

بیرل کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ ماتھے پہ بل پڑے۔

"وہ یہاں کیا کر رہی ہے؟"

ماہر نے گہری سانس لی اور دھیرے سے کندھے اچکائے۔

"اس کو ایک کاسمیٹک سرجن کی اپائنٹمنٹ

www.zemtime.com

چاہیے تھی جس کے لیے ایک سال کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ میں نے اسے وہ اپائنٹمنٹ ایک ماہ میں دلوا دی۔ وہ اپنے پروسیجر کے لیے آئی تھی اور وعدے کے مطابق پروسیجر کروا کے اس نے مجھ سے ملنا تھا۔" ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ دروازہ اسی پل کھلا اور کبیرہ سادان اندر داخل ہوئیں۔

"ہیلو ماہر۔" وہ مسکرا کے بولیں۔ بیربل نے بیٹھے بیٹھے گردن موڑی۔

سیاہ جمپ سوٹ پہ لمبا اونٹ کے رنگ کا کوٹ پہنے' سن گلاسز ماتھے پہ چڑھائے' کبیرہ بیگم ان کے سامنے کھڑی تھیں۔ انہوں نے میک اپ نہیں کر رکھا تھا۔ اور ان کے چہرے پہ کچھ مختلف تھا۔ ایک نظر میں بیربل اندازہ نہیں کر سکا۔

"تھینک یو تمہاری مدد کے لیے۔" وہ مسکرا کے سامنے آئیں اور کرسی پہ بیٹھیں۔ کوٹ نہیں اتارا حالانکہ آفس اندر سے کافی گرم تھا۔

"ویلکم۔" ماہر نے سر کو خم دیا۔ "اس ملک نے ایک ہی چیز میں ترقی کی ہے اور وہ ہے کاسمیٹک سرجری۔ کیا لیں گی آپ؟" اس نے بیٹھے بیٹھے انٹرکام اٹھایا۔ اس دوران بیربل پتلیاں سکوڑے مشکوک نظروں سے کبیرہ بیگم کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ ان کا خوب صورت گورا چہرہ بے داغ تھا۔ کیا مختلف تھا اس میں؟

"میں صرف اس لیے آئی ہوں کیونکہ تم نے میری بات کا اعتبار کیا تھا۔ اب بتاؤ۔ کیا پوچھنا چاہتے تھے تم عالیان کے بارے میں؟" وہ اپنی چمک دار آنکھوں کو چھوٹا کر کے ماہر کو دیکھ رہی تھیں۔ بیربل کو انہوں نے جیسے دیکھا ہی نہیں تھا۔

"کیسے ڈیتھ ہوئی تھی عالیان کی؟"

"آگ سے۔ کسی نے اسے جلا دیا تھا۔ وہ چند دن اسپتال میں داخل رہا۔ پھر اس کی موت واقع ہوگئی۔" ان کا چہرہ بے تاثر تھا اور آواز ہموار۔

"پھر آپ کیوں کہتی ہیں کہ عالیان زندہ ہے؟" وہ آگے کو ہو کے بیٹھا' ہاتھ باہم پھنسائے بغور انہیں دیکھ رہا تھا۔

"کیونکہ وہ عالیان نہیں تھا۔" ان کے چہرے پہ ہلکی سی سوگواریت ابھر کے معدوم ہوئی۔

"عالیان اس واقعے سے چند روز پہلے کھو گیا تھا۔ پولیس نے بہت تلاش کیا۔ لیکن وہ نہیں ملا۔ اور پھر ایک دن ہمیں عالیان کے ملنے کی اطلاع دی گئی۔" ان کی آنکھوں میں چنگاریاں سی تھیں جیسے اس واقعے کی فلم وہاں چل رہی ہو۔

"کسی جلتی ہوئی عمارت سے اسے نکالا گیا تھا۔ اس کی پہچان اس کی چیزوں سے کی گئی کیونکہ اس کا چہرہ جل چکا تھا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا وجود پٹیوں میں بندھا تھا۔ آنکھیں بھی بند تھیں۔ وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا۔ اس حالت میں وہ کچھ دن بیمار رہا۔ پھر چل بسا۔ لیکن وہ عالیان نہیں تھا۔"

"آپ کو کیسے معلوم؟"

"ماں اپنے بچے کو پہچانتی ہے۔ جو جلتا ہوا بچہ عمارت سے ملا تھا' وہ عالیان نہیں تھا۔ اس کا قد کاٹھ اسی کے جیسا تھا لیکن وہ میرا بیٹا نہیں تھا۔ کسی نے اس نامعلوم بچے کو جلا کے اس کی لاش کے ساتھ عالیان کی چیزیں پلانٹ کی تھیں۔"

"اور ڈی این اے ٹیسٹ؟"

"ہوا تھا۔ سب ہوا تھا۔ لیبارٹریز کہتی تھیں کہ وہ عالیان ہی ہے۔ جس نے بھی یہ کیا اس کی پہنچ بہت اوپر تک تھی۔ انہوں نے ہر چیز تیار کر لی۔ سادان...." آنکھوں میں کرب ابھرا۔ "سادان بھی مان گیا کہ یہ عالیان ہے۔ لیکن...." وہ توڑ توڑ کے بولیں۔ "وہ.... عالیان..... نہیں تھا۔" ان کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔

"آپ کی کسی سے دشمنی تھی؟"

"صرف ایک عورت سے۔" وہ زخمی سا مسکرائیں۔ "حورِ جہاں۔"

"ان کا اس سے کیا تعلق؟"

"حورِ جہاں نے میرے بیٹے پہ جادو کیا تھا۔ یہ سب اسی وجہ سے ہوا۔" انہوں نے پیچھے کو

www.zemtime.com

ٹیک لگائی۔ اب کے ان کی آواز سپاٹ تھی۔

"حور جہاں ایک مکھی بھی نہیں مار سکتی تھیں، مسز کبیرہ! خیر یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔"

کبیرہ نے شانے اچکائے۔ "یہ سب تم مجھ سے فون پہ بھی پوچھ سکتے تھے۔ مجھے یہاں لانے کے لیے اتنا تردد کیوں کیا؟"

"میں فون پہ بات نہیں کرتا۔ آمنے سامنے بات کرتا ہوں۔" وہ بہت غور سے ان کو دیکھ رہا تھا جیسے ان کا چہرہ پڑھ رہا ہو۔

بیریل بھی بہت غور سے گردن موڑے ان کا چہرہ ہی پڑھ رہا تھا لیکن مختلف انداز میں۔

"تمہاری بہن کے بارے میں ٹوئیٹر پہ پڑھا تھا میں نے۔ اس کی بھی لاش مل گئی ہے۔ بہت افسوس ہوا۔" ان کا لہجہ میکانکی سا تھا۔ ماہر نے بھی سپاٹ سے انداز میں تھینکس کہہ دیا۔ پھر کہنے لگا۔

"آپ نے وہ کہانی سنی ہے....."

"ناک۔" بیریل نے چٹکی بجائی۔ "آپ کی ناک بدلی ہوئی ہے۔" جوش سے بولا۔ دونوں نے گردن موڑ کے اسے گھورا۔ وہ ایک دم ٹھنڈا پڑ گیا۔

"سوری۔"

ماہر واپس ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"قدیم مائیتھالوجی میں ایک کہانی ہے۔ چیلنجنگ کی کہانی۔ جب پریاں کسی ماں کا بچہ چراتی تھیں، تو وہ پنگھوڑے میں ایک شیطانی بچے کو چھوڑ جاتی تھیں۔ اس بدلے ہوئے بچے کو چیلنجنگ کہا جاتا تھا۔"

"اس بات کا عالیان یا تمہاری بہن سے کیا تعلق؟"

"عالیان کا اغوا کار کوئی ایسا گینگ نہیں تھا جو روٹین میں بچے اغوا کرتے ہیں۔ ان کو صرف ایک بچہ نہیں چاہیے تھا۔ ان کو عالیان ہی چاہیے تھا۔ انہوں نے عالیان کی جگہ ایک بچے کی لاش بھیج کے معاملہ دبانے کی کوشش کی۔ کیونکہ انہیں عالیان زندہ چاہیے تھا۔ اگر مارنا ہوتا تو اسی کی لاش بھیجتے۔"

وہ اب چونک کے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"عالیان اور ہلال کا اغوا کار ایک ہی ہے۔ اس کو ہلال بھی زندہ چاہیے تھی۔"

"پھر اس نے ہلال کو کیوں مارا؟"

ماہر ایک لمحے کے لیے خاموش ہوا۔ "معلوم نہیں۔ شاید ہلال سے ان کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔"

کبیرہ بیگم نے پہلو بدلا۔ "اب ان باتوں کا کیا فائدہ؟" پھر کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔ ان کو اب جانا تھا۔

"اب میں آپ سے ایک ایسا سوال پوچھنے جا رہا ہوں جس کے لیے میں نے آپ کو یہاں بلایا ہے۔"

"تاکہ تم میرے چہرے پہ سچ اور جھوٹ پڑھ سکو؟"

ماہر نے اثبات میں سر ہلایا۔ کبیرہ بیگم مسکرا دیں۔

"پوچھو۔"

"سادان صاحب کیسے ہیں؟"

کبیرہ کو اس سوال کی توقع نہ تھی۔ حیرت سے ابرو اٹھایا۔

"اس بات کا مطلب؟"

"جب میں آپ کے آفس آیا تھا، تو میں نے وہاں آپ کے بچوں کی تصاویر دیکھی تھیں۔ لیکن سادان صاحب ان تصاویر میں نہیں تھے۔ آپ کے خاندان والے کہتے ہیں کہ وہ بہت ٹریول کرتے ہیں اس لیے آپ کے ساتھ نظر نہیں آتے۔ آپ کی اسسٹنٹ نے مجھے بتایا تھا کہ وہ انگلینڈ میں ہوتے ہیں لیکن وہ کہاں ہیں؟"

کبیرہ بیگم کی مسکراہٹ اب عنقا ہو چکی تھی۔ وہ تیز نظروں سے بس اسے گھورے جا رہی تھیں۔

"میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ کو نہیں معلوم کہ سادان صاحب کیسے ہیں کیونکہ....." وہ ٹیک لگائے بیٹھا بغور اس کا چہرہ پڑھ رہا تھا۔

"کیونکہ انہوں نے آپ کو طلاق دے دی ہے

www.zemtime.com

اور ابھی تک خاندان والے واقف نہیں ہیں۔ وہ یقیناً دوسری شادی بھی کر چکے ہیں۔ لیکن آپ کی بیٹی کے مستقبل کی وجہ سے آپ لوگوں نے اس بات کا اعلان نہیں کیا۔ میں نے ان کے بارے میں کچھ جانچ پڑتال کروائی تھی۔" وہ کہتے ہوئے نیچے جھکا اور ایک دراز سے ایک فائل نکال کے سامنے رکھی۔ پھر فائل کو کھولا۔

"سادان اور آپ کی انگلش ڈائیورس ہو چکی ہے۔ وہ اب انگلینڈ میں ہوتے ہیں اور بہت کم پاکستان آتے ہیں۔ وہاں ان کی ایک دوسری فیملی بھی ہے۔ لیکن یہ وہ سب سے دلچسپ چیز نہیں ہے جو مجھے سادان صاحب کے بارے میں معلوم ہوئی تھی۔"

وہ فائل کے صفحے پلٹتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کبیرہ بیگم کے چہرے کا رنگ بگڑ گیا۔ وہ لب بھینچے خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

بیربل اب پیچھے ہو کے بیٹھا بہت ہی دلچسپی سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"اور وہ دلچسپ چیز ہے نمبرز۔ نمبرز کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔" اس نے ایک صفحہ پلٹا اور بھوری آنکھیں اٹھا کے انہیں دیکھا۔ وہ دم سادھے بیٹھی تھیں۔

"نمبرز کہتے ہیں کہ آپ شادی سے پہلے ایک بہت متوسط گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ سادان آپ کے رشتے دار تھے لیکن وہ بہت امیر تھے۔ ان کے اور آپ کے والد کے مالی حالات میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ آپ دونوں کے فنانشل ریکارڈز بہت مختلف تھے۔ آپ کی ایک شادی پہلے بھی ہوئی تھی جس سے آپ کی بیٹی عنایہ تھی۔ آپ مطلقہ تھیں۔ ایک بیٹی کی ماں تھیں۔ سادان نے آپ سے شادی کر کے آپ کی بیٹی کو بھی اپنا نام دیا۔ کیوں؟"

وہ خاموش رہیں۔ بس تیز نظریں اس پہ جمی رہیں۔

"میں بتاتا ہوں۔ ایک امیر آدمی ایک عام گھرانے کی لڑکی سے کیوں شادی کرے گا؟ کیا اس کی خوب صورتی کی وجہ سے؟ میرا نہیں خیال۔ اس کو آپ سے بہتر امیر لڑکی مل سکتی تھی۔ کیا آپ کے اخلاق کی وجہ سے؟ اونہوں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ کیسا ہے۔ پھر آپ کی شادی کیسے ہوئی؟"

چند لمحے کے لیے آفس میں خاموشی چھا گئی۔

"کیونکہ آپ نے ان پہ سحرِ عشق کروایا تھا۔"

"نہیں۔" ان کے لب ہلے۔ انداز دو ٹوک تھا۔

"کروایا تھا۔ اور یقیناً اسی جادوگر سے کروایا تھا جس سے ہلال کے باپ نے میری ماں پہ سحرِ عشق کروایا تھا۔"

"نہیں۔"

لیکن ماہر سنے بغیر کہہ رہا تھا۔

"اور یہ اس جادوگر کی فیس ہے۔ وہ آپ سے اس جادو کے پیسے نہیں لیتا۔ وہ آپ کا بچہ لے لیتا ہے۔ سحرِ عشق سے پیدا ہونے والا بچہ اس کو چاہیے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بچہ کسی وجہ سے خاص ہوتا ہے۔ اسے اس بچے سے کوئی کام لینا ہوتا ہے۔ اسی نے عالیان کو اغوا کیا ہے۔ اسی نے ہلال کو ہم سے چھینا ہے۔ یہ ہے میری اور آپ کی کہانی میں مشترک چیز جسے میں اتنے مہینے سے ڈھونڈ نہیں سکا تھا کیونکہ...." ایک نظر بیربل پہ ڈالی۔ "میں بھٹک گیا تھا۔"

برف کا مجسمہ چٹخا۔ کبیرہ بیگم نے ابرو اچکائے۔ گہری سانس لی۔

"انٹرسٹنگ کہانی ہے لیکن میں نے سادان پہ جادو نہیں کروایا تھا۔" ان کا انداز قطعی اور دو ٹوک تھا۔ "میں نے بہت جادو کیے اور کروائے ہیں لیکن ہماری شادی جادو سے نہیں ہوئی تھی۔"

کچھ تھا ان کے لہجے میں جو اٹل تھا۔

"پھر کیسے ہوئی تھی؟" وہ چونک کے انہیں دیکھنے لگا۔

"دعا سے، میں نے دعا کروائی تھی۔"

www.zemtime.com

"کس سے؟" وہ تیزی سے آگے ہوا۔
"ایک نیک بزرگ سے جو اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔"
وہاں چند لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔
"میں نہیں مانتا۔ آپ کی شادی سحرِ عشق سے ہوئی تھی۔" اس نے زور دیا۔ کبیرہ نے شانے اچکا دیے۔
"نہ مانو۔ لیکن میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ اب میں چلوں گی۔"
"کیا آپ نے کبھی عالیان کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی؟" بیرل کھنکھارا۔ انہوں نے رخ موڑ کے تیز نظروں سے اسے دیکھا۔
"کی تھی۔ بہت کی تھی۔ لیکن وہ نہیں ملا۔"
"اور اب چاہتی ہیں کہ دنیا کی ہر ماں سے اس کا بچہ چھن جائے۔ آپ ایک سیڈ اسٹک انسان ہیں۔ سوشیو پیتھ اور ایک دن آپ اپنی لگائی ہوئی آگ میں جل جائیں گی۔" ماہر سپاٹ لہجے میں کہہ رہا تھا۔
"اور یہ پتلی سلیکون کی ناک آپ پہ بالکل سوٹ نہیں کر رہی۔" بیرل فرید نے لقمہ دیا۔
کبیرہ بیگم نے ہونہہ کہہ کے بیگ اٹھایا اور ان دونوں پہ ایک اچٹتی نظر ڈال کے دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔
"کیا واقعی اس نے دعا کروائی ہوگی؟"
"میں سمجھ نہیں سکا۔ اس کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ سچ بول رہی ہے لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ ہلال اور عالیان میں ایک یہی مماثلت ہے۔ کچھ ہے جو میں مس کر رہا ہوں۔" وہ گہری سوچ میں گم دکھائی دیتا تھا۔ بیرل نے بند دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے کبیرہ بیگم گئی تھیں۔
"یہ کیوں چاہتی ہے کہ ہر ماں اپنا بچہ کھو دے؟"
"کیونکہ غم ہر انسان کو مختلف طریقے سے چھوتا ہے۔ کسی کا بچہ کھو جائے تو وہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا کی مائیں بانجھ ہو جائیں اور کسی کا دل چاہتا ہے کہ وہ اس جادوگر کو ایسی سزا دے کہ وہ کسی بھائی کی بہن نہ چھین سکے۔ غم انسان کے اندر کا شر یا خیر باہر لے آتا ہے۔"
وہ ابھی تک اس بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔ ایسا کیا تھا جو وہ مس کر رہا تھا؟

☆☆☆

اپارٹمنٹ کے کچن میں بیک ہوئے لزانیہ کی خوشبو پھیلی تھی۔ کشمالہ نے احتیاط سے بیکنگ ڈش اوون سے نکالی۔ اسے سلیب پہ رکھا۔ پھر دستانے والے ہاتھ سے فوائل اتار کے اس کی شکل دیکھی۔ وہ اچھا لگ رہا تھا۔ چہرے پہ مسکراہٹ اتر آئی۔
پھر اس نے بال درست کیے۔ فاختہ والا لاکٹ جو لباس میں چھپ جاتا تھا' گریبان سے نکال کے سامنے کیا۔ خود پہ ایک آخری تنقیدی نظر ڈال کے وہ لزانیہ کی ڈش لیے باہر آ گئی۔
اس کا رخ اپنے سے اوپر والے فلور کی جانب تھا۔ مطلوبہ اپارٹمنٹ کے سامنے رک کے اس نے بیل بجائی۔ لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔
چند لمحے بعد ہی دروازہ کھل گیا۔ وہ جیسے اس کے انتظار میں تھی۔
"کشمالہ مبین کو جدہ آنے کے بعد بالآخر مجھ سے ملنے کا وقت مل ہی گیا۔"
وہ ایک کیوٹ سی چھوٹے بالوں والی لڑکی تھی۔ اسے دیکھتے ہی گرم جوشی سے آگے بڑھی' لیکن پھر گرم ڈش کی وجہ سے ٹھہر گئی۔ گلے ملنے کا ارادہ موقوف کیا اور پہلے ڈش اس کے ہاتھ سے لی۔ اب وہ دونوں اندر گلے ملیں پھر علیحدہ ہو کے مسکرا کے اسے دیکھا۔
"میں اتنی خوش ہوں کہ...." کچھ کہنے کے لیے لب کھولے جب نگاہ اس کے گریبان پہ جھولتی سیاہ فاختہ پہ پڑی۔ لڑکی کے ابرو خوش گوار حیرت سے اٹھے۔
"یعنی تم نے اس کو پہننے کا فیصلہ کر لیا۔"

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

کشمالہ نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا۔
وہ دونوں وہیں چوکھٹ میں کھڑی تھیں اور وقت یوں تھم گیا جیسے جم گیا ہو۔
جیسے اس گرم شہر کو برف نے جما دیا ہو۔
ریت کے ذرے بھی برف ہو گئے ہوں...
اور اس جمے ہوئے وقت کو یہیں روک کے ہم تمہیں چند برس پیچھے لے جائیں گے۔

☆☆☆

ہماری کہانی شروع ہونے سے ساڑھے تین سال پہلے۔
اوشن پہ اترنے والی وہ ایک ٹھنڈی سہ پہر تھی۔ نیلے اور سبز رنگوں سے سجا اوشن مہمانوں سے بھرا تھا۔
یہ کشمالہ کی سرپرائز برتھ ڈے (جس میں اس کو اوشن میں آگ لگنے کا بتایا گیا تھا) سے قریباً چھ ماہ بعد کا وقت تھا۔ اب اوشن پہلے سے زیادہ پرہجوم ہوتا تھا۔ البتہ اس کی میز کرسی وہیں ہوتی تھی۔
بوگن ویلیا کی چھاؤں میں دیوار کی اوٹ میں رکھی میز جس پہ بیٹھ کے وہ خوش گوار موسم میں کام کیا کرتی تھی۔ اس کے چہرے کے دانے اب بہت کم ہو چکے تھے۔ اس کے بال قدرے لمبے تھے جن کو اس نے فرنچ چوٹی میں باندھ رکھا تھا اور ایک لٹ گال سے ٹکرا رہی تھی۔ سبز آنکھیں دھوپ سے سنہری لگ رہی تھیں۔ کان، گردن اور انگلیاں کسی قسم کے زیور سے خالی تھیں۔
لیپ ٹاپ اسکرین پہ اس کے سامنے ایک بزنس پلان کھلا تھا۔ بوتیک بیکری کا پلان۔ وہ بار بار کچھ ٹائپ کر کے مٹا دیتی۔
دفعتاً اس نے گردن موڑ کے برآمدے میں رکھی اس میز کو دیکھا جو فی الوقت خالی تھی اور اس پہ ریزرو کا سائن رکھا تھا۔ چھ ماہ پہلے اسی میز پہ بیٹھے ایک گھنگریالے بالوں والے نوجوان اور سفید بالوں والے بوڑھے آدمی کی بات سے اس کو بیکری کا آئیڈیا آیا تھا۔

"آج یہ صاحب نہیں آئے؟" اس نے پاس سے گزرتے ایک ویٹر کو پکارا۔ ویٹر نے ایک نظر خالی میز کو دیکھا، پھر حیرت سے کندھے اچکا دیے۔
"پتہ نہیں۔ ویسے ملک صاحب ہر روز اس وقت تک آجاتے ہیں۔ شاید واپس قطر چلے گئے ہوں۔" پھر اس نے خود ہی اپنی نفی کی۔ "نہیں۔ انہوں نے پورے ایک ہفتے کے لیے یہ میز بک کروائی تھی۔ ابھی ان کے جانے میں دو دن ہیں۔"
اس سفید بالوں والے آدمی کا نام مالک تھا۔ لیکن انگریزی میں ان کا نام لکھے جانے کے باعث وہاں کے لوگ ان کو ملک اور مالک دونوں کہتے تھے۔ ان سب کو بس اتنا معلوم تھا کہ وہ قطر کا ایک امیر بوڑھا ہے، جس کا رئیل اسٹیٹ کا کاروبار بہت سے ملکوں میں پھیلا ہے۔ وہ ہر چند ماہ بعد اسلام آباد آتا تھا اور یہاں لازمی آتا۔ وہ کسی سے مخاطب نہیں ہوتا تھا۔ بس ایک روبوٹ کی طرح بیٹھ کے لیپ ٹاپ پہ کام کرتا، کوکونٹ ملک کی کافی پیتا اور بھاری ٹپ دے کر چلا جاتا۔
آج نہ جانے ابھی تک کیوں نہیں آیا تھا؟
پھر اس کی نگاہ برآمدے کے دوسرے سرے پہ رکھی میز تک گئی۔ وہاں ایک چھوٹے بالوں والی لڑکی بیٹھی کھٹا کھٹ لیپ ٹاپ پہ ٹائپ کیے جا رہی تھی۔
"رامین کی کافی اس کو پہنچاتے رہنا۔" اس نے ویٹر کو ہدایت دی۔ وہ مسکرا دیا۔
"جی میم! اب تک سب جان چکے ہیں کہ ہماری رائٹر صاحبہ (لڑکی کی طرف اشارہ کیا) آپ کے والد کے دوست کی بیٹی ہیں اور جب تک ان کی کتاب ختم نہیں ہوگی، ان کی ٹائپنگ کی کھٹ کھٹ ہمیں سننی پڑے گی۔"
"رائٹر نہیں ہوں میں۔ شاعرہ ہوں۔ شاعرہ۔" لڑکی نے سر لیپ ٹاپ سے اٹھائے بغیر پکار کے کہا۔ ویٹر نے گڑبڑا کے اس طرف دیکھا۔ پھر جلدی سے وہاں سے غائب ہو گیا۔ مالا

www.zemtime.com

البتہ ہنس دی۔

"کیسی ہیں ہماری شاعرہ؟" وہ اٹھ کے اس کے پاس چلی آئی۔

رامین نے انگلیاں باہم پھنسا کے بازو لمبے کیے۔ جوڑوں سے کڑاکے نکلنے کی آواز آئی۔ پھر چہرہ اٹھا کے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"بالکل اچھا نہیں لکھا جا رہا۔ کیا کروں؟"

"ہم تو بس تمہیں فری کافی دے سکتے ہیں۔ لکھنا تمہارا اپنا کام ہے۔" مسکرا کے کندھے اچکائے۔

"ویسے مالا . . . اگر اوشن جیسا پرسکون ریستوران نہ ہوتا' اور آپ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی آفر نہ کرتیں تو میں اپنی خالہ کے گھر رہ کے بالکل کام نہ کر سکتی۔ پندرہ بچے ہیں اس گھر میں۔ پندرہ۔"

"پہلے تم نے پانچ بتائے تھے۔"

"ہر بچہ تین کے برابر ہے نا۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔ وہ ہنس دی۔

"ریلیکس۔ تم اپنی کتاب مکمل کر لو گی۔ ڈونٹ وری۔" نرمی سے اس کا کندھا تھپکا۔ "مزید کافی بھجواؤں؟" بہت خیال سے پوچھا۔

رامین نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔

"اب تو مجھے بھی لگنے لگ گیا ہے کہ میں فری کافی کے لیے یہاں آتی ہوں۔ ویسے آپ کتنی اچھی اور مہربان ہیں۔"

"پہلے کپ کا بل ہم تم سے ہمیشہ وصول کرتے رہیں گے۔ تمہارے اس مکھن کے باوجود۔ اس کے بعد کے سارے کپ فری ہیں۔"

رامین ہنس دی۔ پھر گردن اونچی کر کے خالی میز کو دیکھا۔

"وہ سڑے ہوئے صاحب آج نہیں آئے؟ اس وقت تک آجاتے ہیں۔"

مالا نے لاعلمی سے کندھے اچکا دیے۔ غیر شعوری طور پہ اسے بھی انہی کا انتظار تھا۔ ایک عادت سی ہو گئی تھی۔

"ہیلو پمپلز!" ایک آواز نے اسے چونکا دیا۔ وہ ایڑھیوں پہ گھومی۔ پھر سامنے سے آتی لڑکی کو دیکھ کے مبہوت رک گئی۔

وہ مسکراتی ہوئی لڑکی... اگر اس کے چہرے کو کم عمر کر دو' بالوں کو سیاہ کر کے ایک گلابی ہیئر بینڈ لگا دو اور اسکول یونیفارم پہنا دو تو وہ ... ایک لمحہ بھی نہیں لگا تھا اس کو پہچاننے میں۔

"ہیلو علیزہ...." وہ اسی سنجیدگی سے بولی۔ علیزہ نامی لڑکی نے سلک کا لمبا گاؤن پہن رکھا تھا۔ ہائی ہیلز۔ کلائیوں' کانوں اور انگلیوں میں دمکتے ہیرے۔ وہ اچھے حال میں لگتی تھی۔

"میرے ہزبینڈ نے اس ریستوران کی بہت تعریف کی تھی۔ لیکن مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ تمہارا ہوگا۔ کیسی ہو؟" وہ عین مالا کے سامنے آرکی۔ رامین اپنے لیپ ٹاپ سے چہرہ اٹھائے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اچھی ہوں۔" مالا مسکرائی تک نہیں۔

علیزہ نے اس کے چہرے کے دانوں کو دیکھا۔ "تقریباً پہلے جیسی ہو۔ تھوڑے سے دانے کم ہوئے ہیں۔"

رامین کے ماتھے پہ بل پڑے۔

"یہ کون ہے' مالا؟" تیز نظروں سے اسے گھور کے پوچھا۔

"یہ ایک واچ تھیف (گھڑی چور) ہے۔ اس نے میرے اسکول میں سر ستار کی گھڑی چرائی تھی۔ میں جانتی تھی لیکن اس وقت میں کسی کو بتا نہیں سکی۔ نتیجتاً ایک گیٹ کیپر شکور کو نکال دیا گیا...." کشمالہ مبین بس سنجیدگی سے بولی تھی۔ البتہ علیزہ کی رنگت بدلی۔ ماتھے پہ سلوٹیں ابھریں۔

"ہاؤ ڈیئر یو...."

"بیٹھو علیزہ اور کچھ کھاؤ پیو۔" وہ کہہ کے آگے بڑھ گئی۔ علیزہ جو غصے سے بہت کچھ کہنے والی تھی' رک گئی۔ ادھر ادھر دیکھا۔ پھر مسکرا کے گہری سانس لی۔ خود کو نارمل کیا اور لان کی ایک مرکزی کرسی میز پہ

www.zemtime.com
ZEMTime

جا کے بیٹھ گئی۔

وہ اندر آئی تو قدرے پریشان لگتی تھی۔ فرنٹ ڈیسک کے پاس رکی۔ وہاں موجود نوجوان نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"خیریت میم؟"

"ایک مشکل مہمان ہمارے ریستوران میں اس وقت موجود ہے۔ ایسے مہمان اپنے ساتھ مشکلیں لاتے ہیں۔" پھر اس نے اضطرابی انداز میں انگلیاں مروڑیں۔ اسی پل رامین اندر آتی دکھائی دی۔ اس کے ابرو خفگی سے تنے ہوئے تھے۔

"آپ نے اس کو اپنے چہرے کے بارے میں یہ کہنے کی اجازت کیسے دی مالا؟ ایک لگا دیتیں رکھ کے۔"

"تم نے اس کی حالت نہیں دیکھی؟ مزید کیا برا کروں اس کے ساتھ؟"

رامین نے حیرت سے گلاس وال کے باہر دیکھا جہاں وہ لان میں بیٹھی دکھائی دے رہی تھی۔ قیمتی لباس، برانڈڈ بیگ، ہیرے اور نگینے پہنے وہ ایک خوب صورت لڑکی تھی۔

"اچھی بھلی حالت ہے اس کی۔"

"قابلِ ترس ہے وہ رامین! گریجویشن کے دوران اس نے ایک شادی شدہ امیر آدمی کی طلاق کروا کے اس سے شادی کی۔ ڈگری مکمل نہیں کی۔ بلکہ اپنی ساری توانائی اس آدمی کا دل جیتنے پہ لگا دی۔ پھر اس نے اپنے جسم کو ان چیزوں سے سجانا شروع کیا جو اس کے شوہر کی وجہ سے اسے ملی ہیں۔ اس کا اپنا کچھ بھی نہیں ہے۔"

رامین منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ خبرنامہ پڑھنے کے انداز میں بتا رہی تھی۔

"اور شوہر بھی ایسا جو اس کو اپنے ساتھ ڈرگز کرنے پہ مجبور کرتا ہے۔ نہ کرے تو اس کو مارتا ہے۔ پھر وہ اس کے پیروں میں گر کے معافی مانگتی ہے۔ پھر دونوں کی صلح ہو جاتی ہے اور یہ سائیکل کبھی ختم نہیں ہوتا۔"

"آپ کو کیسے معلوم؟"

"فیس بک۔" اس نے شانے اچکائے۔ "پہلے وہ اس کے ساتھ ڈرگز کرنے کی ویڈیوز لگاتی تھی۔ پھر شوہر اس کو مارتے ہوئے اس کی ویڈیو بنا کے لگاتا تھا۔ صلح کے بعد دونوں ویڈیوز ڈیلیٹ کر دیتے ہیں اور یوں دونوں میاں بیوی اس شہر کی ایلیٹ کے لیے ایک ہاٹ گوسپ ہیں۔ اس کی ہمیشہ سے یہی فینٹیسی تھی کہ کوئی مرد اس کے لیے ہیرے لائے۔ تو اس کو وہ مل گیا۔ میں اس سے کیا لڑوں۔ اس کی حالت پہلے ہی قابلِ ترس ہے۔" مالا نے ایک دفعہ پھر گلاس وال کے پار دیکھا۔ اس کے انداز میں ہلکا سا اضطراب تھا۔

"پھر آپ پریشان کیوں ہیں؟"

"کیونکہ مشکل مہمان اپنے ساتھ بہت سی مشکلات لاتے ہیں۔"

برآمدے میں رکھی ریزروڈ میز ابھی تک خالی تھی۔ نہ جانے وہ صاحب آج کیوں نہیں آئے تھے۔

☆☆☆

عبدالمالک فرید اپنے ہوٹل سوئیٹ کے لونگ روم میں بیٹھے تھے۔ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے، کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھتے ہوئے ان کے چہرے پہ ناپسندیدگی تھی۔ ایک ہاتھ میں پہنی انگوٹھی دمک رہی تھی۔ دوسرے ہاتھ میں موبائل تھا جس پر واٹس ایپ کا ان باکس کھلا تھا۔ وہاں سامنے تین چیٹس جگ مگا رہی تھیں۔

عشاء فرید۔ انہوں نے چیٹ کھولی اور تازہ ترین آڈیو میسج کھولا۔

"بابا .... میں تنگ آ گئی ہوں پرویز کے گھر والوں سے۔ ہر وقت مجھے...." آگے طویل شکایتیں تھیں۔ انہوں نے افسوس سے سر جھٹکا اور دوسری چیٹ کھولی جس پہ فاریہ لکھا تھا۔

"بابا! آپ نے جواب نہیں دیا۔ عذیر مزید اسکاٹ لینڈ یارڈ کی نوکری نہیں کر سکتا۔ اس کو اپنا کچھ

www.zemtime.com

کرنا ہے۔ کیا آپ اس کے لیے فرید ہولڈنگ میں کوئی جگہ نہیں بنا سکتے؟"

مالک فرید کے ماتھے پہ بل پڑے انہوں نے جواب دیے بنا اگلی چیٹ کھولی۔

زارا۔

"بابا... پلیز ماہر سے بات کریں...." اس کی آواز روتی ہوئی تھی۔ "وہ آج کل مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کرتا۔ ملتا بھی نہیں ہے۔ وہ عجیب سا ہو گیا ہے۔ بابا' مجھے لگتا ہے وہ کسی سے ملنے جاتا...."

انہوں نے اکتا کے چیٹ بند کی۔ وہ اس پیغام کو پورا سننا نہیں چاہتے تھے۔

چند لمحے وہ افسوس بھری نظروں سے ان تینوں چیٹس کو دیکھتے رہے۔

دفعتاً دروازہ کھٹکا۔ وہ گہری سانس لے کر اٹھے اور دروازے تک گئے۔ پھر جیسے بہت برداشت کر کے اسے کھولا۔

چوکھٹ پہ رابیل کھڑی تھیں۔ پرس کہنی پہ ڈالے اٹھی گردن مگر ویران چہرے والی رابیل۔ مالک کو دیکھ کے سوگواریت سے مسکرائیں۔

انہوں نے راستہ چھوڑ دیا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو رابیل؟" وہ واپس اپنے صوفے پہ بیٹھ گئے اور رابیل سامنے رکھی اونچی کرسی پہ براجمان ہو گئیں۔ وہ آنکھیں چھوٹی کیے ان کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"میں شمس اور ہلال کے ساتھ پاکستان آئی تھی۔ شمس کے رشتے داروں سے ملنے۔ کل ہماری واپسی ہے۔"

"تم یہاں میرے پاس کیوں آئی ہو؟" وہ میرے پاس پہ زور دے کر بولے۔

"تم مجھ سے نفرت کرتے ہو' ہے نا؟"

رابیل کی آنکھوں میں نمی ابھری۔

"میں تم سے نفرت نہیں کرتا' مجھے تم پہ ترس آتا ہے۔ تم نے میرے بھائی کو بہت دکھ دیے اور اب اپنی زندگی دیکھو۔ کیا رہ گیا تمہارے پاس؟ خیر... یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ مدعے پہ آؤ۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔" کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔ ان کے ہر انداز سے اکتاہٹ ٹپکتی تھی۔

"مجھے تمہاری مدد چاہیے' مالک۔" ان کے انداز میں لجاجت تھی۔

"اور میں کیوں کروں گا تمہاری مدد؟ میں ماہر نہیں ہوں جو ہلال کی وجہ سے پگھل جاؤں گا اور وہ سب بھلا دوں گا جو تم نے میرے بھائی کے ساتھ کیا۔"

"مت بھلاؤ۔ لیکن اگر قاسم زندہ ہوتا تو وہ میری مدد کرتا۔"

چند لمحے کے لیے وہاں خاموشی چھا گئی۔ پھر مالک نے گہری سانس لی۔

"کیا چاہتی ہو؟"

"میں شمس کو اپنی زندگی سے نکالنا چاہتی ہوں۔ میں واپس آنا چاہتی ہوں۔ ماہر' بیریل اور ہلال کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔" ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپکا۔

مالک کا چہرہ ویسا ہی رہا۔ سپاٹ۔ برف سا۔

"تو عدالت جاؤ۔ انگلش ڈائیووررس آسانی سے مل جاتی ہے۔"

"شمس خطرناک آدمی ہے۔ جب تک تم لوگ مجھے سپورٹ نہ کرو' میں اس کے خلاف اسٹینڈ نہیں لے سکتی۔"

"ماہر سے بات کی؟"

"اس سے کیا بات کروں؟ وہ تو آج کل اپنے حواسوں میں نہیں لگتا۔ عجیب سا رویہ ہو گیا ہے۔" وہ تلخ ہوئیں۔

"میں شمس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہیں جو کرنا ہے خود کرو۔ جیسے قاسم سے الگ ہو کے خود اس سے شادی کی تھی۔"

"مالک' پلیز...." ان کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کے گرا۔ "میں مشکل میں ہوں۔ ایک جہنم بھری زندگی گزار رہی ہوں۔ میں نہیں اس سے اکیلے لڑ

www.zemtime.com
ZEMTime

سکتی۔"

مالک فرید نے ایک نظر اپنے موبائل پہ ڈالی۔ وہ تین چیٹس اب بھی سامنے تھیں۔ پھر سامنے صوفے پہ بیٹھی عورت کو دیکھا۔ ان کی برف جیسی آنکھوں میں افسوس ابھرا۔

"میری ماں جیسی بہادر عورتیں اب اس دنیا سے ختم ہوتی جا رہی ہیں رابیل۔ تم سب عورتیں مردوں کے ہاتھوں مینی پولیٹ ہو رہی ہو۔ کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا جب تک کہ تم خود اپنی مدد نہ کرو۔"

"تم میری مدد نہیں کرو گے؟"

رابیل نے ہتھیلی کی پشت سے آنسو صاف کیے۔

"نہیں۔ کیونکہ میں تمہارا اعتبار نہیں کرتا۔ یہ بھی شمس اور تمہاری کوئی چال ہوگی۔"

"تمہیں یقین دلانے کے لیے میں کچھ لائی ہوں۔" انہوں نے جھک کے ہینڈ بیگ میں ہاتھ ڈالا اور جب اسے باہر نکالا تو اس میں ایک سفید مخملیں ڈبیا تھی۔ مالک فرید چونکے۔

"یہ تمہارے والد نے تمہاری ماں کو دیا تھا۔"

"میری ماں ایک بہادر عورت تھی۔" وہ بڑبڑائے۔ نظریں ڈبی پہ تھیں۔

"اور قاسم نے یہ مجھے دیا تھا۔"

"لیکن تم اس کے قابل نہیں تھیں۔"

"ہاں۔ میں اس کے قابل نہیں تھیں۔ جب میں نے شمس سے شادی کی تو تم نے مجھ سے ایک چیز واپس مانگی تھی۔ تمہاری ماں کی نشانی۔" انہوں نے ڈبیا سامنے کی۔

"اور تم نے بہت غرور سے کہا تھا کہ جو تمہارا ہے وہ تم واپس نہیں کرو گی۔ اور تم بہت سے نگینے اور ہیرے سمیٹ کے لے گئی تھیں۔" وہ ابھی تک اسی ڈبیا کو دیکھ رہے تھے۔

"اور آج میں تمہیں یہ واپس کرنے آئی ہوں۔ اپنے غرور پہ پیر رکھ کے۔ شاید میرے اس عمل سے تمہیں میرا اعتبار آ جائے۔" انہوں نے ڈبیا سامنے میز پہ رکھ دی۔

"زارا کی خواہش تھی کہ یہ اسے ملے۔ اب تم یہ اس کو دے سکتے ہو۔" رابیل بجھی نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھیں۔ مالک فرید چند لمحے اس ڈبی کو دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے دھیرے سے شانے اچکائے۔

"میرے لیے اب یہ بروچ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جب میں اسے اپنی بیٹیوں کو دینا چاہتا تھا تب...." وہ رکے اور بات ادھوری چھوڑ دی۔ رابیل نے غور سے انہیں دیکھا۔

"تم اپنی بیٹیوں سے مایوس ہو؟"

وہ کھنکھارے۔ "یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ اسے واپس لے جاؤ۔ مجھے یہ نہیں چاہیے۔"

"غرور پہ پیر رکھ کے آئی ہوں۔ اب پیر نہیں اٹھا سکتی۔ یہ تمہاری ماں کا تھا۔ آج تمہاری امانت میں نے واپس کی۔"

وہ اٹھیں اور پرس اٹھا کے ایک نظر انہیں دیکھا۔ وہ وہیں بیٹھے رہے۔ کسی برف کے مجسمے کی طرح۔

وہ کچھ کہے بنا دروازے کی طرف چل دیں۔ دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو مالک فرید نے دھیرے سے ٹانگ سے ٹانگ ہٹائی۔ آگے جھکے اور سفید مخملیں ڈبی اٹھائی۔

برف جیسے چہرے پہ بہت سے جذبات ابھرے۔ انہوں نے ڈبی کو انگلیوں سے چھوا۔ پھر گہری سانس ناک سے کھینچی جیسے ماں کی خوشبو کو محسوس کیا ہوا۔ ڈبی کھولتے ہوئے ان کی انگلیوں میں لرزش تھی۔

اندر ایک چھوٹا سا بروچ دمک رہا تھا۔ سونے کی بنی فاختہ جو سیاہ نگینوں سے ڈھکی تھی۔

☆☆☆

وہ ایک سرمئی رنگوں میں سجا آفس تھا۔ بڑی میز کے پیچھے خالی کرسی رکھی تھی۔ میز کے سامنے ایک

www.zemtime.com

سٹنگ ایریا بنا تھا جہاں ایک لمبا سا کاؤچ رکھا تھا اور اس کے مقابل ایک کرسی پڑی تھی۔ یہ سائیکوتھیراپسٹ کی کرسی تھی اور اس وقت ایک ادھیڑ عمر تھیراپسٹ اس کرسی پر بیٹھا تھا۔ گھٹنوں پہ نوٹ بک رکھے' ٹانگ پہ ٹانگ جمائے' وہ عینک کے پار سے سامنے کاؤچ کو دیکھ رہا تھا۔

ماہر اس کاؤچ پہ بیٹھا تھا۔ یوں کہ کنارے پہ تھا۔ قدرے غیر آرام دہ سا' اضطرابی انداز میں انگلیاں مروڑتا۔

''آپ کاؤچ پہ لیٹ سکتے ہیں۔''

''میں کسی کے آفس میں جا کے کاؤچ پہ کیسے لیٹ سکتا ہوں؟ نو تھینکس۔'' قدرے نخوت سے کہا۔ ساتھ ہی غیر آرام دہ انداز میں اطراف میں دیکھا۔ اس کی آنکھوں تلے حلقے تھے اور چہرہ مزید دبلا ہو گیا تھا۔

''آپ نے کہا آپ کو کچھ آوازیں سنائی دیتی ہیں؟'' تھیراپسٹ نے تحمل سے بات کا آغاز کیا۔

''آوازیں اور شکلیں جن کا وجود نہیں ہوتا۔''

''کیا ان شکلوں کو ڈسکرائب یہاں کر سکتے ہیں؟''

''بچھو۔ سانپ۔ اور ہاں۔ مجھے خواب میں میں سیاہ رنگ کا گھوڑا نظر آتا ہے جس کے منہ پہ خون لگا ہے۔''

''کیا آپ بچھو سے ڈرتے ہیں؟''

ماہر نے پہلو بدلا۔ چہرے پہ ناگواری ابھری۔

''میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ سوائے اس چیز کے کہ میرا ذہن میرے ساتھ ایسے کھیل کیوں کھیل رہا ہے۔''

''مجھے اپنے بچپن کے بارے میں بتائیں۔ آپ کا بچپن کیسا تھا؟''

''میرے بچپن کا اس سے کیا تعلق؟'' اس نے کوفت سے ابرو اٹھائے۔ یہ ایک غلط فیصلہ تھا۔ اسے یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔

''انسان کے بہت سے ٹراماز کا تعلق اس کے بچپن....''

''ٹراما نہیں ہے مجھے' ڈاکٹر مجھے چیزیں نظر آتی ہیں جو وجود نہیں رکھتیں۔'' وہ زور دے کر بولا۔ ''ایسی آوازیں سنائی دیتی ہیں جو کسی نے کہی نہیں ہوتیں۔ مجھے کوئی دوا دیں جس سے یہ سب بند ہو جائے۔''

''میں سمجھ سکتا ہوں۔'' اس نے نرمی سے سر ہلا دیا۔ ''جب آپ شدید خوفزدہ ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟''

''میں بائیک لے کر نکل جاتا ہوں۔ لمبی ڈرائیو پہ۔ اس سے میں ریلیکس ہو جاتا ہوں۔'' اس نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔ تھیراپسٹ کے آفس کی سرمئی دیواریں گھٹن کا احساس دلا رہی تھیں۔

''آپ کا اپنی ماں سے تعلق کیسا ہے؟''

''ماں کہاں سے آ گئی درمیان میں؟'' وہ ایک دم ٹانگ سے ٹانگ ہٹا کے چلایا۔ چہرہ سرخ ہوا۔

''میں اپنے مسئلے کے لیے آیا ہوں۔ ماں کے لیے نہیں۔''

''میں اس مسئلے کی جڑ تک پہنچنا چاہ رہا ہوں تاکہ....''

''یو نو واٹ... آپ کو خود ایک تھیراپسٹ کی ضرورت ہے۔''

ڈاکٹر نے نرمی سے اسے روکنا چاہا لیکن وہ باہر نکل گیا۔ لفٹ کی طرف جاتے ہوئے وہ بڑبڑا رہا تھا۔

''تھیراپسٹ کے نام پہ اسکیمر (دھوکے باز) بیٹھے ہیں یہاں۔ پیسے دو اور بات کروان سے۔ اس سے بہتر انسان کسی دوست سے بات کر لے۔''

ہیلمٹ لیے وہ باہر نکل آیا۔ پارکنگ ایریا میں ایک سیاہ اور سلور رنگوں سے مزین ہارلے ڈیوڈسن ہیوی بائیک اس کی منتظر تھی۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے ہیلمٹ چڑھایا' پھر گلوز پہنے اور سن گلاسز آنکھوں پہ لگائے۔ پھر بائیک کے ہینڈلز پہ ہاتھ رکھے۔ اب وہ پہچانا نہیں جا رہا تھا۔ ایک گہری

www.zemtime.com

سانس لے کر تازہ ہوا کو اندر اتارا اور بائیک آگے بڑھا دی۔

بائیکنگ بہتر تھی تھیراپی سے۔

البتہ آج بائیکنگ بھی اس کا خراب موڈ بحال نہیں کر سکی تھی۔ جب وہ آفس میں داخل ہوا تو ماتھے کے بل ہنوز برقرار تھے۔ اندر آتے ہی ہیلمٹ اور گلوز ایک نوجوان اسسٹنٹ کی طرف قریباً اچھالے جس نے انہیں جلدی سے تھام کے گرنے سے بچایا۔ پھر ایک نظر لابی کے صوفوں پہ ڈالی جہاں چند لڑکیاں قطار میں بیٹھی تھیں۔

"سر... آپ کی سیکرٹری کی پوزیشن کے لیے چند امیدوار آئے ہیں۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ...." نوجوان گڑبڑایا اور آواز دھیمی کی۔ "کیونکہ گزشتہ ہفتے آپ نے غصے میں اپنے سیکرٹری کو فائر کر دیا تھا۔"

ماہر فرید نے کوفت سے اس طرف دیکھا۔

ایک نئی مصیبت۔

وہاں چار لڑکیاں قریب قریب بیٹھی تھیں۔ ہاتھوں میں فائلز، فولڈرز پکڑے وہ اسی کو دیکھ رہی تھیں۔ کچھ نروس۔ کچھ امید سے۔ اس کی نگاہوں نے چند سیکنڈ میں ان سب کو اسکین کیا۔ ایک سے دوسری، دوسری سے تیسری۔

پھر واپس اسسٹنٹ کی طرف مڑا۔

"باقی سب کو گھر بھیج دو اور پونی والی کو میرے آفس میں۔"

اسسٹنٹ نے چونک کے تیسرے نمبر پہ بیٹھی اونچی پونی والی لڑکی کو دیکھا جس کی سیاہ آنکھیں بہت خوب صورت تھیں۔ وہ بھی اسی طرف دیکھ رہی تھی۔

"آپ نے اتنی جلدی فیصلہ کر لیا؟" وہ پریشان ہوا۔

"اس کے جوتے دیکھو۔ اسے نئے جوتے خریدے عرصہ ہو گیا ہے۔ اسے جاب چاہیے۔ وہ ٹک کے کام کرے گی اور نخرے نہیں کرے گی اور مجھے اس پہ کم سے کم غصہ آئے گا۔" پھر رک کے اسسٹنٹ سے پوچھا۔

"اس کا نام کیا ہے؟"

اشارہ پونی والی کی طرف تھا۔

"سبرینہ۔" اس نے فائل سے دیکھ کے سرگوشی میں بتایا۔ وہ سر ہلا کے آگے بڑھ گیا۔

☆☆☆

یہ اگلی سہ پہر کا ذکر ہے۔

اوشن کے کچن میں اس وقت بہت سی خوشبوئیں اور دھوئیں بکھرے تھے۔ وہ سر پہ کیپ باندھے، کمر پہ ہاتھ باندھے کاؤنٹر کے پیچھے سے گزر رہی تھی۔ گردن ترچھی کیے نظریں کام کرتے شیف کے ہاتھوں پہ جمی تھیں۔ وہ خاموشی اور مہارت سے اپنے کام میں مصروف تھے۔ کہیں چھرے سے کچھ کٹ رہا تھا، کہیں بلینڈر چل رہا تھا۔

"مالا..." کچن کے دروازے سے رامین کے ہیئر بینڈ والے سر نے اندر جھانکا۔

وہ چونکی۔ پھر تیزی سے اس طرف آئی۔

"کچھ چاہیے تھا رامین؟" وہ کبھی یوں کچن میں داخل نہیں ہوتی تھی۔ اس کا ماتھا ٹھنکا۔

"مجھے نہیں لیکن آپ کی بیسٹ فرینڈ کو ضرور کچھ چاہیے۔"

"کیا؟"

"تھوڑی سی سینیٹی" (عقل) اس نے کنپٹی کے قریب انگلی لے جا کے دائرہ بنایا۔ وہ لپک کے باہر آئی۔ ہال عبور کر کے گلاس ڈور کھولا تو برآمدے میں آنے سے پہلے ہی ساری کہانی سمجھ میں آ گئی۔

آج علیزے کے ساتھ ایک دوسری لڑکی بھی موجود تھی۔ سامنے ایک ویٹر سر جھکائے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اور وہ ہاتھ اٹھا کے اونچا اونچا کہہ رہی تھی۔

"اندھے ہو گیا؟ میرا ڈریس برباد کر دیا ہے۔"

لان میں بیٹھے مہمان گردنیں موڑ موڑ کے اسے دیکھنے لگے۔ کشمالہ قریب آ کے کھنکھاری۔ پھر ایک نظر علیزے کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

"کیا ہوا علیزے؟" نرمی سے پکارا اور بیرے کو جانے کا اشارہ کیا۔

"ایک منٹ ... یہ کہاں جا رہا ہے؟ اس سے کہو مجھ سے معافی مانگے۔" وہ آج گلابی رنگ کا سلکی گاؤن پہنے ہوئے تھی۔ گردن میں موتیوں کی چند مالائیں تھیں اور میک اپ سے لبریز چہرہ جو سرخ پڑ رہا تھا۔ اسے ہلکا ہلکا پسینہ بھی آ رہا تھا اور نفس بے ترتیب تھا۔ اس نفس سے اٹھتی مخصوص مہک وہ سونگھ سکتی تھی۔

"تمہارا ڈریس خراب نہیں ہوا۔ مجھے ایک بھی داغ نظر نہیں آ رہا۔ میں دوبارہ کافی بھجوا دیتی ہوں۔" تحمل سے کہہ کے وہ واپس برآمدے تک آئی۔ علیزے پیچھے زور سے چلائی تھی۔ لیکن اس نے نظر انداز کیا۔

آج سفید بالوں والے صاحب اپنی مخصوص کرسی پہ بیٹھے تھے۔ سامنے لیپ ٹاپ رکھا تھا اور نظریں اسکرین پہ نہیں تھیں۔ ہاتھ میں ایک سفید ڈبیا پکڑے وہ کچھ سوچ رہے تھے وہ قریب سے گزری تو وہ دھیرے سے بولے۔

"آپ اس کی انا (شیلو ایگو) کی تشفی کے لیے خود کافی نہیں بنائیں گی؟"

آواز پہ وہ ان کی جانب گھومی۔ وہ ڈبیا رکھ کے اب ایک کتاب اٹھا رہے تھے۔

"آپ نے ابھی تک میری اس بات کو معاف نہیں کیا۔" پھر مسکرا کے سر ہلایا۔ جیسے شکست تسلیم کی ہو۔

"چلیں میں معافی مانگتی ہوں۔ مجھے اس روز یہ بات آپ سے نہیں کہنی چاہیے تھی۔"

"آپ نے چھ ماہ بعد تسلیم کر کے میری شیلو ایگو (انا) کی تسکین کر دی۔" وہ مسکرائے نہیں بس کتاب پہ نظریں جمائے رکھیں۔ وہ اوشن ریلیکس ہونے آتے تھے۔ چند کالز کیں۔ تھوڑا سا کام کیا۔ لیکن آج وہ ریلیکس نہیں لگ رہے تھے۔ کچھ مختلف تھا۔

"یہ لو... اب ہو گیا میرا ڈریس تباہ۔" علیزے کی آواز نے اسے چونکایا۔ وہ تیزی سے ایڑیوں پہ گھومی۔

علیزے نے کافی کا آدھا کپ اپنی قمیض کے دامن پہ الٹ دیا تھا۔ جہاں بہت سے لوگوں کے منہ کھل گئے وہاں وہ بھی شل رہ گئی۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ جیسے ہوش میں آئی۔

"تم لوگ مجھے بے عزت کر رہے ہو۔ اب دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں۔" علیزے اب اونچا اونچا چلاتی فون پہ بٹن دبانے لگی۔ لوگ کھانا چھوڑ کے تماشا دیکھنے لگے تھے۔

"اس کو روکیں، مالا! سیکیورٹی سے کہہ کے اس کو نکالیں ریستوران سے۔" رامین دبا دبا سا بولی۔ لیکن وہ برآمدے کے دہانے پہ آئی اور سکون سے بلند آواز میں سب کو مخاطب کیا۔

"آپ سب نے دیکھا ہے کہ ہم نے علیزے میڈم کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔ جو کیا ہے انہوں نے خود کیا ہے۔ آپ سب سے میری درخواست ہے کہ آپ سکون سے کھانا ختم کریں۔ مجھے امید ہے کہ علیزے جلد کول ڈاؤن ہو جائیں گی۔"

پھر وہ اندر آئی۔ فرنٹ ڈیسک پہ اسٹاف کے لوگ اکٹھے ہو رہے تھے۔ جونیئر مینیجر سامنے آیا اور پریشانی سے اس کو مخاطب کیا۔

"یہ ہمارے مہمانوں کو بھگا دے گی۔ اس کو باہر نکلوائیں۔"

"ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ ہائی ہے۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے جب اس شہر کے کسی ریستوران میں ایسا ہوا ہوگا۔ یہ ٹرینڈ بنتا جا رہا ہے۔" اس نے مضطرب انداز میں گلاس وال کے پار دیکھا۔ وہ اب فون پہ اونچا اونچا چلاتی کچھ کہہ رہی تھی۔

"پچھلے ایک سال میں دو ریستوران اور ایک سیلون اسی طرح بند ہوئے ہیں۔ سوشلائٹس ہائی ہو کے آتی ہیں اور تماشہ کرتی ہیں۔ اگر ہم نے اس کو ہاتھ لگایا تو پولیس کیس بنے گا۔ جب تک ہم اس کو

www.zemtime.com

ہاتھ نہیں لگائیں گے، ہم بے قصور رہیں گے۔" وہ سمجھا رہی تھی۔

"ہمارے ریستوران پہ ایک برا وقت آچکا ہے۔ یہ ایک امیر اور بااثر آدمی کی بہو ہے۔ ہم اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہمیں صرف پرسکون رہنا ہے۔ یہ تھک کے خود ہی چلی جائے گی۔"

"یا یہ پولیس بلا لے گی۔" مینیجر بے چینی سے بولا۔

کشمالہ نے گہری سانس اندر کھینچی۔ اسے بھی اسی بات کا ڈر تھا۔

"کہا نا۔ جب تک ہم اس کو ہاتھ نہیں لگائیں گے، پولیس کیس نہیں بنے گا۔ اس لیے کوئی اس کے قریب نہیں جائے گا۔"

وہ باہر آئی اور برآمدے میں ایک مرکزی مقام پہ کرسی رکھ کے بیٹھ گئی۔ اب یہاں سے وہ لان میں ہونے والا تماشہ دیکھ سکتی تھی۔ اردگرد کے لوگ بل منگوا رہے تھے۔ جلدی جلدی کھانا ختم کر رہے تھے۔ کوئی بھی تماشے کا حصہ نہیں بننا چاہتا تھا۔

"وہ اپنے شوہر کی توجہ حاصل کرنے کے لیے کر رہی ہے۔" مالک فرید نے کتاب سے نگاہیں اٹھائے بغیر کہا۔

ادھر علیزے اب فون پہ اونچا اونچا کہہ رہی تھی۔ "فائز ... پلیز آپ ادھر آئیں... یہ دیکھیں ریستوران والے میرے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔"

"جانتی ہوں۔ عورتوں کی بدترین قسم۔" وہ سینے پہ بازو لپیٹے بیٹھی سامنے دیکھ رہی تھی۔

"آج آپ کے کیریئر کا اہم ترین دن ہے۔" وہ کتاب کا صفحہ پلٹ رہے تھے۔ "آج شام ہونے سے پہلے ریستوران اونر آپ کو جاب سے نکال دے گا یا آپ پولیس اسٹیشن میں بیٹھی ہوں گی۔"

"میں تیار ہوں۔" وہ مسکرائی۔ گردن سیدھی رکھے وہ پرسکون تھی۔ "میں نے اسکول میں ایک لمبا عرصہ اس کی بل ریکنگ برداشت کی ہے۔ میں اس کو مزید خود کو نقصان نہیں پہنچانے دوں گی۔" رامین بھی دیگر مہمانوں کی طرح ہاتھ روکے بیٹھی علیزے کو گھور رہی تھی۔

"مالا! آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اس کو کان سے پکڑ کے اوشن سے باہر پھینک آؤں۔"

"نہیں رامین۔ بس خاموش رہو۔"

وہ ابھی تک اپنے شوہر کے ساتھ فون پہ لگی تھی۔ پھر اس نے موبائل رکھا اور فخریہ ان سب کو دیکھا۔

"میرا شوہر پولیس لے کر آرہا ہے۔" ساتھ ہی اس نے سیل فون کیمرہ آن کر لیا۔ "اب میں تم سب کو پوری دنیا میں بدنام کروں گی۔" اس نے ویڈیو کیمرہ آن کر دیا تھا۔

☆☆☆

اگلے چند منٹ میں اوشن خالی ہو چکا تھا۔ سوائے اسٹاف کے جو برآمدے میں قطار میں کھڑا تھا۔ رامین اور مالک صاحب کے سوا سب جا چکے تھے۔ علیزے اب لان میں چکر کاٹ رہی تھی۔ اس کا شوہر ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ کسی نے ظہیر کو اطلاع کر دی تھی۔ وہ امریکہ گیا ہوا تھا۔ اوقات میں دن رات کا فرق تھا۔ پھر بھی وہ مسلسل کالز کیے جا رہا تھا۔ لیکن مالا اب اس کی کال نہیں اٹھا رہی تھی۔ ظہیر کو گراؤنڈ پہ ہونے والی سچویشن کا اندازہ نہیں تھا۔ اس وقت جو فیصلہ کرنا تھا، اسے کرنا تھا۔

"آپ پھنس چکی ہیں۔"

سفید بالوں والے صاحب اب اپنی کتاب رکھ کے اس کی طرف متوجہ ہوئے جو اسی طرح بیٹھی تھی۔

"جانتی ہوں لیکن میں اس کو تھکانا چاہتی ہوں۔" وہ سینے پہ بازو لپیٹے اس طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور چہرہ سپاٹ تھا۔ وہ ہر چند منٹ ایک گہری سانس اندر کھینچ کے باہر نکالتی اور اعصاب ڈھیلے ہونے لگتے۔

"وہ نہیں تھکے گی۔" انہوں نے تبصرہ کیا۔

www.zemtime.com

دفعتاً علیزے دوڑ کے دروازے کی طرف گئی۔ اس کا شوہر اندر داخل ہو رہا تھا۔ فون ہاتھ میں لیے وہ حیران پریشان بھی تھا اور غصے میں بھی۔

"میں ان سے بات کرتا ہوں۔" وہ اٹھنے لگے تو مالا نے چونک کے گردن اٹھائی۔

"میں اپنی لڑائی خود لڑ سکتی ہوں' آپ کو درمیان میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"یہ فائز ہے۔ میں اس کی فیملی کو جانتا ہوں۔ یہ میری بات سن لے گا۔"

زینے اتر کے وہ لان تک گئے۔ رامین تیزی سے اس کے کندھے کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔ وہ اضطراب سے انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ زیرِ لب علیزے کو بہت سے القابات سے بھی نواز رہی تھی۔

سفید بالوں والے صاحب اب علیزے کے شوہر سے بات کر رہے تھے۔ وہ روتی ہوئی علیزے کو کندھے سے لگائے مسلسل نفی میں سر ہلاتے ہوئے کچھ کہہ رہا تھا۔

"میں یہاں سب کو دیکھ لوں گا۔"

کچھ دیر بعد وہ اپنی بیوی کو لے جاتے ہوئے انگلی اٹھا کے اونچا سا بولا۔ وہ دونوں دروازے سے باہر نکل گئے تو کشمالہ نے گہری سانس خارج کی۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا۔

"وہ پولیس کو بلا چکے ہیں۔ وہ اسے گھر لے کر جا رہا ہے اور پولیس پہنچنے والی ہے۔" مالک فرید واپس آتے دکھائی دیے۔ ان کا چہرہ ویسا ہی تھا۔ بے تاثر۔

"آپ نے تو کہا تھا آپ اس کی فیملی کو جانتے ہیں۔" رامین خفگی سے بولی۔ انہوں نے ایک نظر اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا' پھر شانے اچکا دیے۔

"میرا بھتیجا اس کو جانتا ہے۔ میں اس سے بات کروں گا۔ لیکن فی الوقت پولیس آ رہی ہے۔ آپ دونوں...." رامین کی طرف اشارہ کیا۔ "یہاں سے نکل جائیں۔ اپنے گھر مت جائیں۔ وہ وہیں سب سے پہلے جائیں گے۔"

"میں اوشن کو چھوڑ کے نہیں بھاگوں گی۔ میں پولیس سے بات کروں گی۔" اس کا لہجہ اٹل تھا۔ رامین نے دہل کے دیکھا۔

"مالا..... پلیز..... ہم پولیس اسٹیشن نہیں جا سکتے۔ میرے اماں ابا مجھے مار ڈالیں گے۔"

"تم ایسا کرو' تم اپنی خالہ کے پاس جاؤ۔ میں...."

"میں آپ کو چھوڑ کے نہیں جاؤں گی۔ ہم ساتھ جائیں گے۔"

"چھوٹی لڑکی ٹھیک کہہ رہی ہے۔ آپ کچھ وقت کے لیے غائب ہو جائیں۔ معاملہ ٹھنڈا ہو جائے تو واپس آ جایئے گا۔ ورنہ آج رات آپ کی تھانے میں کٹے گی۔"

"میں نہیں بھاگوں گی۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔ میں عدالت تک اس کا مقابلہ کروں گی۔ میں دشمن نہیں بناتی لیکن اگر بنا لوں تو ان کو آخری حد تک لے کر جاتی ہوں۔ ہم اسکول میں نہیں ہیں اور میں کمزور نہیں ہوں۔"

انہوں نے پیچھے کو ٹیک لگائی اور گہری سانس لے کر افسوس سے اسے دیکھا۔

"اگر ایک دفعہ آپ پولیس اسٹیشن چلی گئیں تو زندگی اس معاشرے میں بہت مشکل ہو جائے گی۔"

اس بات پہ وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی۔

"مالا! وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ چلو نکلو۔"

"کہاں جائیں گے ہم اس وقت؟" وہ جھلائی۔ اضطراب اب اعصاب پہ چھانے لگا تھا۔

"یہ میرے ہوٹل کا سوئیٹ ہے۔" مالک فرید نے جیب سے ایک کارڈ نکال کے اس کی طرف بڑھایا۔ "آپ وہاں میرا انتظار کریں۔ میں پولیس سے بات کر کے وہیں آ جاؤں گا۔" پھر بغور اسے دیکھا جو شش و پنج میں لگ رہی تھی۔

"بہادری اچھی چیز ہے لیکن عقلمندی اس سے بھی اچھی چیز ہے۔"

www.zemtime.com

رامین نے اس سے پہلے کارڈ پکڑ لیا۔
"چلو مالا...."
وہ دونوں ایک ساتھ اندر ہال کی طرف بڑھیں۔ مالا نے ایک نظر پلٹ کے انہیں دیکھا۔ وہ اب واپس کرسی پہ بیٹھ رہے تھے۔ ٹیک لگا کے کتاب اٹھالی۔ پسِ منظر میں دور پولیس کے سائرن سنائی دے رہے تھے۔ اور وہ بالکل پرسکون تھے۔
"تھینک یو۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ آج اسے سمجھ میں آیا تھا کہ ان کو کوکونٹ ملک کیوں پسند تھا۔
وہ دونوں اب عقبی دروازے سے باہر کی طرف جا رہی تھیں۔
"ایک منٹ.... انہوں نے مجھے چھوٹی لڑکی میرے قد کی وجہ سے کہا؟" آدھے راستے میں رامین کو یاد آیا۔ وہ اس کی کہنی کھینچ کے آگے لے گئی۔
"چلو خاموشی سے۔" وہ برے موڈ میں تھی۔ وہ بھاگنا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن ابا کے دوست کی یہ بیٹی اس کے پیر کی زنجیر بن گئی تھی۔

☆☆☆

ہوٹل سوئیٹ میں جاسمین کی خوشبو پھیلی تھی۔ یہ خوشبو ہوٹل کی لابی سے لفٹ اور لفٹ سے پانچویں فلور کے اس سوئیٹ تک پہنچتے ہوئے ان کو محسوس ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت ان کی توجہ خوشبو پہ نہیں تھی۔ سوئیٹ خالی تھا۔ ایک طرف بیڈروم کو کھلتا دروازہ تھا جو بند پڑا تھا۔ یہاں ایک سٹنگ روم بنا تھا جس کی دیوار گیر کھڑکی کے سامنے پردے ہٹے تھے اور نیچے سڑک پہ گزرتا ٹریفک دکھائی دیتا تھا۔
وہ سینے پہ بازو لپیٹے دائیں بائیں ٹہل رہی تھی۔ رامین ایک کرسی پہ بیٹھی ناخن چبا رہی تھی۔
"بڑا امیر بندہ ہے یہ۔" اس کی نظریں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔
"ہم نے یہاں آ کے غلطی تو نہیں کر دی؟"
رامین نے قدرے خفگی سے اسے دیکھا۔
"آپ کو زیادہ شوق ہے تھانے جانے کا؟"
"میں بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اتنے سال علیزہ سے ڈر کے زندگی گزاری ہے۔ اب مجھے اس کا مقابلہ...."
دفعتاً دروازہ ہپ کی آواز سے کھلا۔ دونوں نے چونک کے اس طرف دیکھا۔ سفید بالوں والے صاحب اندر داخل ہو رہے تھے۔ مالا کے لبوں سے ایک گہری سانس برآمد ہوئی۔ اس کے تنے اعصاب ان کے آنے سے ڈھیلے پڑنے لگے تھے۔
کچھ دیر بعد وہ اپنے مخصوص صوفے پہ بیٹھے تھے۔ اور مالا سامنے اسی اونچی کرسی پہ جہاں ایک روز پہلے رابیل بیٹھی تھیں۔
"علیزے اور اس کا شوہر پولیس کیس کرنے جا رہے ہیں۔ میں نے ان کو سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ راضی نہیں ہوئے۔" انہوں نے ایک لمبا وقفہ دیا۔ مالا نے بغور ان کا چہرہ دیکھا۔
"لیکن؟" اسے معلوم تھا ایک "لیکن" آ رہا ہے۔
"لیکن علیزے کا کہنا ہے کہ اگر آپ اس کے گھر جا کے اس سے معافی مانگ لیں تو وہ اس بات کو ختم کر دے گی۔"
رامین کے دونوں ابرو بے یقینی سے اٹھے۔
"اوہ ہیلو... معافی کس چیز کی؟ ہنگامہ آرائی اس نے کی۔ کپ اس نے توڑا۔ پندرہ سو کا کپ ہوگا وہ اور...."
انہوں نے کوفت سے اسے دیکھا جو مالا کے پیچھے کھڑی بولتی جا رہی تھی۔ ان کے دیکھنے پہ خاموش ہوئی۔
"کیا آپ اس سے معافی مانگ سکتی ہیں؟"
"میں دوست بنایا کرتی ہوں اور اپنے دوستوں کو کسی قیمت پہ ناراض نہیں کرتی۔ لیکن اگر میں دوست کو دشمن بنا لوں تو اس کو آخری حد تک لے کر جاتی ہوں۔ میں عدالت جاؤں گی اور کیس لڑوں گی۔ اس کو جو کرنا ہے وہ کر لے اور میں نے اپنی وکیل کو کال کر کے اپنی ضمانت کا کہہ دیا ہے۔"
انہوں نے پیچھے ٹیک لگا لی اور ٹانگ پہ ٹانگ

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

جمائے بہت سکون سے اسے دیکھا۔

"میں اپنے بھتیجے سے بات کرسکتا ہوں۔ وہ اس کو سمجھا سکتا ہے۔"

اسلام آباد گویا ایک چھوٹا سا ایلیٹ محلہ تھا جہاں اکثر لوگ اکثر لوگوں کو جانتے ہوتے تھے۔

"آپ کا بھتیجا ایسا کیا کرے گا جو آپ نہیں کرسکے؟" رامین مشکوک نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

مالک فرید نے شانے اچکائے۔

"وہ لوگوں سے ڈیل کرنے کے معاملے میں مجھ سے بہت اچھا ہے۔ مجھے لوگ زیادہ پسند نہیں کرتے۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں عدالت میں پیش ہوں گی اور اپنا کیس لڑوں گی۔ اس نے یہ سب صرف میرے ریستوران کو بدنام کرنے کے لیے کیا ہے۔"

"وہ آپ کا ریستوران نہیں ہے۔ آپ اس کی مینیجر ہیں۔ اس کا مالک کسی بھی وقت آپ کو وہاں سے نکال سکتا ہے۔"

مالا ایک لمحے کے لیے چپ ہوگئی۔ البتہ اس صاف گوئی پہ رامین نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

"کوئی تعجب نہیں لوگ آپ کو پسند نہیں کرتے۔"

"میں کڑوا سچ بولتا ہوں۔ آپ کو اچھا لگے یا برا۔" وہاں سکون ہی سکون تھا۔ "آپ خود کو اگر ریستوران سے علیحدہ کرلیں تو اس معاملے سے نکل سکتی ہیں۔ وہاں کے اسٹاف کو ڈیل کرنے دیں۔"

"جانتی ہوں وہ میرا ریستوران نہیں ہے۔ لیکن میں اپنی ورک پلیس سے وفاداری نبھانے کی قائل ہوں۔ وہ ریستوران میرے پاس ظہیر کی امانت ہے۔ میں اس پہ آنچ تک نہیں آنے دوں گی۔"

وہ اٹھی گردن کے ساتھ کہہ رہی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھے گئے۔

"آپ کا شکریہ۔ اس سب کے لیے جو آپ نے ہمارے لیے کیا۔ یقیناً آپ کے پاس کرنے کے لیے زیادہ اہم کام ہوں گے۔" پھر اس نے پرس اٹھایا۔ اور رامین کو چلنے کا اشارہ کیا۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ لوگ؟" وہ بھی ساتھ ہی اٹھے۔

"علیزے کے بنائے گئے میس کو فیس کرنے۔"

"ایک منٹ۔" انہوں نے جیب سے کچھ نکالا۔

"میں کل دوہا واپس جا رہا ہوں۔ نہیں جانتا آپ سے دوبارہ کب ملاقات ہوگی۔ لیکن یہ میں آپ کو دینا چاہتا تھا۔" انہوں نے وہ ڈبیا اس کی طرف بڑھا دی۔ مالا نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔ پھر ڈبیا تھام کے کھولی۔

اندر سفید مخمل پہ ایک سیاہ رنگ کی فاختہ جگمگا رہی تھی۔

"یہ کیا ہے؟"

"یہ ایک آدمی نے ایک بہادر عورت کو دیا تھا۔ اور ساتھ میں کہا تھا کہ طوفان سے لڑتی فاختہ اس عقاب سے زیادہ جلدی مضبوط ہوجاتی ہے جو اچھے موسم میں پرواز کا عادی ہو۔"

"آپ یہ مجھے کیوں دے رہے ہیں؟"

"کیونکہ آپ بہادر ہیں۔ بہت اسمارٹ نہیں ہیں لیکن بہادر ہیں اور آپ جب بھی اس کو دیکھیں گی آپ کو آج کا دن یاد آئے گا۔ جب آپ نے عقل مندی اور بہادری میں سے بہادری کو چنا تھا۔"

"کیا آپ کے پاس کوئی اور نہیں ہے جس کو یہ دے سکیں؟" وہ قدرے الجھی۔

انہوں نے ہلکے سے شانے اچکائے۔

"نہیں۔ میرے اردگرد کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کا اہل ہو۔" پہلی دفعہ اسے برف کے مجسمے میں ذرا سی تکلیف ابھرتی دکھائی دی۔ پھر وہ غائب ہوگئی۔ جیسے گلیشیئر میں کچھ دب کے دفن ہوجاتا ہے۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2020

"تھینک یو۔ میں آپ کے خلوص کی قدر کرتی ہوں لیکن میں یہ نہیں رکھ سکتی۔ میں اجنبیوں سے تحفے نہیں لیتی۔" اس نے نرمی سے کہہ کے ڈبیا واپس میز پہ رکھ دی۔

وہ ہوٹل کاریڈور میں چلتے ہوئے وکیل سے فون پہ بات کر رہی تھی جب احساس ہوا کہ رامین پیچھے رہ گئی ہے۔ پلٹ کے دیکھا تو وہ تیز قدموں سے چلتی اس کی رفتار سے ملنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ دونوں لفٹ تک پہنچیں تھیں جب مالا نے موبائل رکھا۔

"یہ لو... آپ کا تحفہ۔" رامین نے سفید ڈبیا اس کے ہاتھ میں تھمائی۔ وہ چونک گئی۔ پھر اس پہ شدید غصہ آیا۔

"یہ کیوں لیا تم نے ان سے؟"

"کیونکہ کسی کے خلوص کو ناں نہیں کرتے۔ اسپیشلی اگر اس خلوص پر گولڈ لگا ہوا ہو۔"

لفٹ نیچے جا رہی تھی۔ اس نے بے چارگی سے ہاتھ میں پکڑی ڈبیا کو دیکھا اور پھر رامین کو۔

"لیکن فاختہ ہی کیوں؟" وہ ڈبیا کھول کے بڑبڑائی۔

"فاختہ محبت کی نشانی ہوتی ہے۔ امن اور دل کے سکون کی علامت۔ فاختہ گھر بنانے والا پرندہ ہے۔ وہ لڑائیاں نہیں کرتی۔ امن رکھنا چاہتی ہے۔"

"لیکن سیاہ کیوں؟ فاختہ تو سفید یا سرمئی ہوتی ہے۔"

"کیونکہ ہر فاختہ اپنے حصے کی غلطی کرتی ہے۔ لیکن اپنی سیاہی کے باوجود وہ چمکتی ہے۔"

مالا نے گھور کے اسے دیکھا۔

"یہ سب تم نے ابھی ابھی گھڑا ہے۔"

رامین ہنس دی۔ "سمجھو اگلی نظم کا عنوان مل گیا ہے مجھے۔"

"لیکن میں اس کا کیا کروں گی؟ مجھے جیولری کا شوق نہیں ہے۔"

لفٹ کے دروازے کھلے اور وہ دونوں باہر نکلیں۔

"آپ اس کو اس دن پہننا جب آپ کو محبت مل جائے۔ اور دل میں سکون ہو۔"

وہ دونوں اب ہوٹل لابی عبور کر رہی تھیں۔

اپنے کمرے میں بیٹھے مالک فرید اب فون اٹھائے آڈیو میسجز ریکارڈ کر رہے تھے۔

"عشاء میں تمہارے سسرال کے مسئلے حل نہیں کر سکتا۔ یہ مسئلے تمہیں خود حل کرنے ہیں۔ تم جو بھی فیصلہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

پھر اگلی چیٹ کھولی اور موبائل چہرے کے قریب کیے کہنے لگے۔

"میں تمہارے شوہر کے اچھے کیریئر کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کر سکتا ہوں۔ لیکن فرید ہولڈنگ کے لیے وہ غیر موزوں ہے۔ اس سلسلے میں تم ماہر سے بات کرو۔"

پھر تیسری چیٹ کو دبایا۔

"زارا میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ماہر کے معاملے میں میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ کی تھی۔ اب بس مزید نہیں۔ اس مسئلے کو خود حل کرو۔ مجھے رونے دھونے والی کمزور لڑکیاں نہیں پسند۔" ایک نظر خالی کرسی پر ڈالی۔ "میری بیٹی کو کم از کم اتنا مضبوط ہونا چاہیے جتنی میری ماں تھی۔"

اگلا میسج انہوں نے رابیل کے لیے ریکارڈ کیا۔ الفاظ واضح اور صاف تھے۔

"میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں تم پر اعتبار نہیں کرتا۔"

☆☆☆

ماہر فرید کے آفس میں ہیٹر نے ماحول کو گرم بنا رکھا تھا۔ باہر آج ٹھنڈ پہلے سے زیادہ تھی۔ ایسے میں وہ اپنی مرکزی کرسی پہ بیٹھا گرافک ٹیبلیٹ پر پین کی مدد سے لکیریں کھینچ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں تلے حلقے تھے۔ اور بال قدرے بکھرے ہوئے تھے۔ گاہے بگاہے وہ ایک نگاہ ہلال پہ بھی ڈال لیتا تھا۔ وہ دو روز قبل پاکستان سے آئی تھی۔ اور آج صبح سے اس کے

www.zemtime.com

آفس میں موجود تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اسے کام کرنا ہے تو ہلال بھی اپنی اسکیچ بک ساتھ لے آئی تھی اور اب سامنے کاؤچ پہ ٹیک لگائے بیٹھی' پنسل سے کچھ بنا رہی تھی۔ لمبے گھنگریالے بال کندھوں پہ آبشار کی طرح گر رہے تھے۔

"ماہر..."

مردانہ آواز میں کسی نے دھیرے سے پکارا۔ اس نے چونک کے اطراف میں دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ لیکن آواز موجود تھی۔ اس آواز میں طنز تھا۔ شرارت تھی۔

اس نے بہت سا تھوک نگلا اور سر جھٹک دیا۔ اس نے کچھ نہیں سنا۔ یہ اس کا دماغ ہے جو اس کے ساتھ گیم کھیل رہا ہے۔ یہ سب اس کا وہم ہے۔

"سر' میں آجاؤں؟"

دروازہ دستک سے کھلا اور اونچی پونی ٹیل والی لڑکی نے اندر جھانکا۔

"تم آچکی ہو' سبرینہ۔"

وہ مسکرا کے اندر آئی جیسے اس کے لہجے کی تلخی کا اثر نہ لیا ہو۔ ہاتھ میں کچھ کاغذ تھے جو اس نے سامنے میز پہ رکھے اور پین اس کی طرف بڑھایا۔

ہلال نے ابھی تک چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔ سر جھکائے پنسل کاغذ پہ رگڑ رہی تھی۔

"مالک سر کی کال آئی ہے کئی دفعہ۔ ایک عدالتی مسئلہ ہے اور آپ فریق کو جانتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان سے بات کرلیں۔"

"کیا یہ کمپنی کا مسئلہ ہے؟"

"نہیں۔ ان کی کسی جاننے والی لڑکی کا معاملہ ہے۔"

"پھر میرے پاس وقت نہیں ہے۔ مالک صاحب سے کہو مجھے تنگ نہ کریں۔" وہ عجیب چڑچڑا سا لگ رہا تھا۔ دھڑا دھڑ سائن کیے اور کاغذ اس کی طرف بڑھائے۔ سبرینہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ وہ لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"سر آپ کو سچائی پسند ہے نا؟ ایک سچی بات کہوں؟ برا تو نہیں مانیں گے؟"

"اگر مان لیا تو تمہاری نوکری ختم۔" اس کی نظریں اسکرین پہ تھیں۔ وہ دھیرے سے ہنس دی۔

"میرے اندر بہت حوصلہ ہے۔ میری نوکری آپ ختم کر ہی نہیں سکتے۔" ہنستے ہوئے سر جھلایا۔ پونی دائیں بائیں ہلی۔

"کہو۔" وہ ہاتھ روک کے اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔

سبرینہ نے بند مٹھی سامنے کی اور اس کی میز پہ کچھ رکھا۔ مٹھی اٹھائی تو وہ چونکا۔ وہ ایک چھوٹی سی تسبیح تھی جس کے دانے نیلے پتھروں سے بنے تھے۔ ماہر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"میں جب سے آئی ہوں' آپ کو پریشان اور اسٹریس میں دیکھا ہے۔ اس لیے یہ آپ کی میز پہ چھوڑ رہی ہوں۔ میری دادی نے مجھے بہت بچپن سے تسبیح کی عادت ڈالی تھی۔ تسبیح زندگی کے ہر مسئلے سے آپ کو نکال لیتی ہے۔ تسبیح ہماری زندگیوں کا ایک بہت بڑا تحفہ ہے۔ اس لیے آپ بھی اس کو ٹرائی کرسکتے ہیں۔ یہ آپ کی مدد کرے گی۔"

اس نے ایک سنجیدہ نظر تسبیح پہ ڈالی اور دوسری اس پر۔ جیسے کہہ رہا ہو... رئیلی؟

"اگر آپ اس کو ہٹا دیں گے تو میں دوسری رکھ دوں گی۔ بے شک مت پڑھیں لیکن اس کو یہاں رہنے دیں۔ کبھی نہ کبھی آپ کو اس کی ضرورت پڑے گی۔" اس کی آنکھوں میں دیکھ کے وہ نرمی سے بولی۔ اس کا چہرہ شفاف تھا۔ آنکھیں بڑی اور تاثرات شفاف۔ جیسے پانی ہو۔

کوئی اور ہوتا تو اسے ایک آدھ تھپڑ لگ چکا ہوتا لیکن کچھ تھا سبرینہ میں جو دوسروں میں نہیں تھا۔

ماہر فرید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کہا کچھ نہیں۔ اور واپس ٹیبلیٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

"ماہر..." وہی طنزیہ چھیڑتی سرگوشی قریب میں سنائی دی۔ سبرینہ اب جا چکی تھی۔ اور کمرے میں خاموشی تھی۔ صرف ہلال کی پنسل کی آواز آرہی

www.zemtime.com
ZEMTime

تھی۔

"ماہر..." دوبارہ سے آواز سنائی دی۔ اس کی انگلیوں میں کپکپاہٹ در آئی لیکن اس نے چہرہ نہیں اٹھایا۔ یہ کچھ نہیں تھا۔ اس کا وہم تھا۔ وہ کسی بہتر تھیراپسٹ کے پاس جا کے دوا لے گا جس سے اس کو یہ آوازیں نہیں آئیں گی۔

اس کی رنگت بدل رہی تھی اور انگلیوں پر پسینہ آ رہا تھا لیکن وہ سر جھکائے لکیریں کھینچتا رہا۔

You should answer him

(آپ کو جواب دینا چاہیے)

صوفے پہ سر جھکائے بیٹھی ہلال دھیرے سے بولی۔

ماہر فرید کی انگلیاں تھم گئیں۔ ایک لمحے کے لیے ساری دنیا رک گئی۔

اس نے بے یقینی سے چہرہ اٹھایا۔

وہ اسی طرح گردن ترچھی کیے رنگ بھر رہی تھی۔

"کیا؟" اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس نے جو سنا وہ ٹھیک تھا یا نہیں۔

"میں نے کہا کہ اس کو جواب دے دیں۔ وہ آپ کو تین دفعہ پکار چکا ہے۔" ہلال نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ ساڑھے سات سالہ ہلال کی بھوری آنکھوں میں زمانے بھر کی سادگی تھی۔

وہ اگلا سانس نہیں لے سکا۔ جہاں تھا وہیں بیٹھا رہ گیا۔ جیسے پتھر کا مجسمہ ہو۔

"تت... تم وہ آواز سن سکتی ہو؟"

ہلال نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ کرنٹ کھا کے اٹھا اور دوڑتے قدموں سے صوفے تک آیا۔ پھر اس کے قریب زمین پہ پنجوں کے بل بیٹھا اور بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"ہلال... تم یہ آوازیں سن سکتی ہوں جو مجھے سنائی دیتی ہیں؟"

وہ پلک تک نہیں جھپک پا رہا تھا۔

"ہوں۔" اس نے آنکھیں جھپکائیں۔

"تمہیں خوف نہیں آتا؟ ان آوازوں سے جن کو بولنے والا دکھائی نہیں دیتا؟" اس کی رنگت خوف سے سفید پڑ رہی تھی۔

"نہیں۔" ہلال نے آرام سے دائیں بائیں گردن ہلائی۔

"کیونکہ وہ مجھے نظر آ رہا ہے۔"

وہ ہل نہیں سکا۔

ہلال نے چہرہ اس کے کان کے قریب کیا۔ اور جب بولی تو آواز سرگوشی میں تھی۔

"وہ بک شیلف پہ رکھے سیاہ گھوڑے میں چھپا ہوا ہے۔ وہ وہاں سے آپ کو ہر وقت دیکھتا ہے۔"

وہ کرنٹ کھا کے پلٹا۔ بک شیلف میں رکھا سیاہ شطرنج کے گھوڑے کا مجسمہ پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں... نہیں... یہ کیسے..." اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔

"کیا میں اس سے بات کروں؟" وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہی تھی۔

وہ وہیں زمین پہ بیٹھ گیا۔ گھٹنے سینے سے لگا لیے۔ گردن خود بخود اثبات میں ہلی۔

"کیا تم اس سے بات کر سکتی ہو؟"

ہلال نے سر اوپر نیچے ہلایا۔

"وہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ وہ سب مجھ سے ڈرتے ہیں۔"

پھر اس نے چہرہ اوپر کیا اور بک شیلف کی طرف دیکھا۔ اس کی نظریں کسی نادیدہ شے پہ مرکوز تھیں۔

"جاؤ یہاں سے۔ میرے بھائی کو تنگ مت کرو۔ Go away (دور ہو جاؤ)" نرمی سے پکارا۔ پھر چہرہ اس کی طرف واپس موڑا۔ جو سینے سے گھٹنے لگائے خوفزدہ سا بیٹھا تھا۔

"وہ چلا گیا ہے۔ آپ اس گھوڑے کو پانی میں پھینک دو۔" اس نے واپس ٹکرنگ بک اٹھالی۔

"کیوں؟"

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

"کیونکہ وہ گرم ہے۔ پانی میں ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

وہ اب سر جھکائے رنگ بھر رہی تھی۔ اسکیچ بک پہ ایک ٹاور بنا تھا جس کے اوپر کھڑکی میں رلپنزل کھڑی تھی اور اس کے لمبے بال ٹاور سے نیچے لٹک رہے تھے۔

"تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہے ہلال؟" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ رنگت بدستور اڑی ہوئی تھی۔

ہلال شمس نے بھوری آنکھیں نگاہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ پھر وہ دھیرے سے مسکرائی اور ہلکے سے کندھے اچکائے۔

"آئی ڈونٹ نو۔" چہرہ جھکا کے وہ اب رلپنزل کے بالوں میں رنگ بھرنے لگی۔

اس نے رلپنزل کے بال گھنگھریالے بنائے تھے۔

☆☆☆

موجودہ حال۔

جدہ۔ منطقہ مکہ۔

اپارٹمنٹ کے لونگ روم میں ٹی وی خاموش آواز کے ساتھ چل رہا تھا۔ بڑے صوفے پہ وہ دونوں بیٹھی تھیں۔ درمیان میں پیالے میں ڈرائی فروٹ رکھے وہ پیر اوپر کیے ہوئے تھیں۔ مالا نے ایک بازو کشن پہ پھیلا رکھا تھا اور مسکرا کے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"تم شادی کے بعد جدہ شفٹ ہوئی تھیں نا۔ کیسا ہے تمہارا شوہر؟"

"بس ٹھیک ہی ہے۔" رامین نے بدمزگی سے چائے کا کپ منہ سے لگایا۔ "بس میرا پاکستان میں جو سسرال ہے نا' اس کو خوش کرنے کے چکر میں لگا رہتا ہے۔ میری نند ہر وقت اس کوشش میں ہوتی ہے کہ میرا ہر دن اسپائل (خراب) کر سکے۔ ہر وہ چیز جو مجھے خوش کرے' اس کو لوگ خراب کر دیتے ہیں۔ اوپر سے سارا سسرال ناراض ہے کہ میں یہاں کیوں رہتی ہوں۔ پاکستان میں کیوں نہیں۔ بھئی میری شادی میرے شوہر سے ہوئی ہے یا اس کے گھر والوں سے۔"

"چچ... اور تمہاری شاعری؟"

"ختم ہو گئی سب شاعری واعری۔ سب شادی سے پہلے کے چونچلے ہوتے ہیں۔ ایک کتاب سیلف پبلیش کی تھی۔ آگے کسی نے کچھ نہیں کرنے دیا۔"

"کیا پابندی لگائی ہے؟" اسے اچنبھا ہوا۔

"نہیں یار۔ بظاہر سب کہتے ہیں کہ ہاں کر لو جو کرنا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ ڈال دیتے ہیں کہ انسان کوئی کام ہی نہ کر سکے۔ پھر میرا سسرال انٹرفیر بہت کرتا ہے۔ ہارون ویسے ٹھیک رہتا ہے لیکن ماں بہن کی کال آ جائے تو بس موڈ آف کر لیتا ہے۔ میرے اندر کیڑے نظر آنے لگتے ہیں۔ ان کے ساتھ بیٹھ کے بالکل مختلف انسان لگتا ہے۔ آپ بتاؤ آپ کے شوہر کیسے ہیں؟"

"زیاد بہت اچھا ہے۔ ہر چیز کو بیلنس رکھتا ہے۔" وہ مسکرا کے بولی۔ "ہمارے ایک دو ایشوز ہوئے تھے شروع میں۔" نگاہ انگلی میں پہنی موتی کی انگوٹھی پہ جا ٹھہری۔ "لیکن اس نے ان کو حل کر لیا۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ مجھے تکلیف نہ ہو۔ وہ مجھے کمفرٹیبل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس کے گھر کا ماحول ٹاکسک تھا۔ اس لیے وہ چاہتا ہے کہ ہم میرے ساس سسر سے دور رہیں۔ اب ہم یہاں آ کے ایک نئی دنیا بسا رہے ہیں۔"

"آپ کے سسرال والے انٹرفیر نہیں کرتے؟" رامین کو حیرت ہوئی۔

"نہیں۔" اس نے مسکرا کے نفی میں سر ہلایا۔ "انہوں نے زیاد کے فیصلے کو قبول کر لیا ہے۔"

"خوش قسمت ہو آپ۔ ایسا سسرال کم لوگوں کو ملتا ہے۔" پھر اس کی گردن میں پہنی فاختہ کو دیکھا۔ "یہ کب پہننا شروع کی؟"

"جس دن زیاد نے مجھے خاص بات کرنے

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

کے لیے ریستوران میں بلا کے پروپوز کیا۔ یہ میں نے اسی دن پہنی تھی۔ یہ میرا گڈ لک چارم ہے۔"

رامین مسکرائی پھر جیسے کچھ یاد آیا۔

"آپ کبھی ان سے دوبارہ ملیں؟ کیا نام تھا ان کا؟"

"ملک یا مالک کر کے کچھ تھا۔" اس نے سمجھ کے اثبات میں سر ہلایا۔ "اور نہیں۔ وہ دوبارہ کبھی نہیں آئے۔ نہ کبھی ان کا ذکر سنا۔ شاید سنا ہو لیکن دھیان نہیں دیا۔ کیونکہ اس نام کے بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔"

"ویسے وہ دوبارہ کیوں نہیں آئے؟"

"کیونکہ وہ گلٹی تھے۔" اس نے مسکرا کے کپ لبوں سے لگایا۔ رامین نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"گلٹی کیوں؟"

"یہ ان کی ماں کا تھا۔ ایک مرد صرف اپنی ماں کو ہی بہادر عورت کہہ سکتا ہے۔" اس نے سیاہ فاختہ کو دو انگلیوں سے چھوا۔ "اور انہوں نے اس کو ایک اجنبی لڑکی کو تھما دیا حالانکہ یہ ان کی بیٹی کو ملنا چاہیے تھا۔ وہ اپنی بیٹی سے شرمندہ ہوں گے۔ یا بہن سے۔ یا کسی ایسی لڑکی سے جو اس کی حق دار تھی۔"

"لیکن مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اس بروچ کا لاکٹ بنا لیا۔" وہ مسکرائی۔ "میں تو محبت کا انتظار کرتی رہی۔ ایک اچھا آپشن ملا لیکن وہاں شادی نہیں ہو سکی۔" وہ اداس ہوئی۔ "شادی جس سے ہوئی وہ ویسا نہیں ہے جیسا سوچا تھا۔ نہ پھول لاتا ہے نہ ایسے محبت کا اظہار کرتا ہے جیسے انسٹاگرام پہ کپلز کرتے ہیں۔"

چند لمحے کے لیے لونگ روم میں خاموشی چھا گئی۔ دونوں گونگے ٹی وی پہ نظر آتے مناظر دیکھنے لگیں۔

"ویسے مالا .... کیا اتنے برس میں زیاد کے سوا آپ کی زندگی میں دوسرا کوئی آپشن نہیں آیا؟ کوئی ایسا جس کے لیے دل نے ہاں کی ہو لیکن قسمت نے ناں کر دی ہو؟"

وہ اس بات پہ چونکی۔ چائے کا گرم گھونٹ اندر تک کچھ جلا گیا۔

پھر دھیرے سے اس نے کپ رکھا۔

"آیا تھا۔"

☆☆☆

شبنم لفٹ کے قریب کھڑی تھی جب اس نے دور سے آفس سے ماہر کو نکلتے دیکھا۔ آج جمعے کی شام تھی اور وہ بدلے ہوئے لباس میں نظر آ رہا تھا۔ یہ وہ لباس نہیں تھا جس میں وہ صبح آفس آیا تھا۔ اس نے سر جھکا لیا اور اس کا انتظار کرنے لگی۔

ماہر کے قدم قریب آئے۔ یہاں تک کے اس کو جوگرز دکھائی دیے۔ شبنم نے نگاہ اٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ جینز اور شرٹ میں ملبوس تھا۔ شرٹ کے بٹن سامنے سے بند تھے اور آستین پورے تھے۔ بازو پہ جیکٹ لپیٹ رکھی تھی۔ مسکرا کے ہاتھ بڑھایا۔ شبنم نے کار کی چابی اور کیش کا لفافہ اسے تھمایا۔

"تم اتنی اداس کیوں ہو؟" وہ لفٹ کال کر رہی تھی جب ماہر نے دونوں چیزیں جیب میں رکھتے ہوئے پوچھا۔ شبنم نے بس ایک ناراض سی نظر اس پہ ڈالی۔

"آپ یاسمین سے ملنے جا رہے ہیں نا۔"

"ہاں اور میرا فون تم رکھو گی۔ اردل کو دے دینا۔ وہ گھر لے جائے گا۔"

لفٹ کے دروازے کھلے تو وہ دونوں اندر سوار ہوئے۔ ماہر نے پھر سے بغور اس کا چہرہ دیکھا جو بجھا ہوا تھا۔

"کس بات پہ غم زدہ ہو؟"

"زارا حانم نے مجھ سے یاسمین کے بارے میں پوچھا تھا۔"

"اور تم نے کیا کہا؟"

وہ سامنے دھاتی دروازے میں دونوں کا عکس دیکھ رہا تھا۔ لفٹ نیچے جا رہی تھی۔

"وہی جو آپ نے کہنے کے لیے کہا تھا۔"

"اور وہ سچ تھا۔ اس میں کچھ بھی جھوٹ نہیں

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

تھا۔" اس نے شانے اچکائے۔ شبنم انہی خفا نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"پورا سچ نہیں تھا۔ آپ نے مجھے یہ بتانے سے منع کیا تھا کہ آپ کا یاسمین سے کیا تعلق ہے۔"

"کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ زارا واپس چلی جائے اور اپنی زندگی شروع کرے۔ وہ دوسرے کسی طریقے سے نہیں جائے گی۔ تم نے جو کیا' اس نے زارا کی مدد کی ہوگی۔"

لفٹ کے دروازے کھلے۔ وہ باہر نکل گیا۔ شبنم خفگی سے اسے دیکھے گئی۔ وہ اب گلاس ڈورز سے باہر نکلتے ہوئے جیکٹ پہن رہا تھا۔ ریسپشنسٹ نے اسے 'یک شام لار' کہہ کے شام بخیر کہا۔ ڈرائیور ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اس نے اسے جانے کا اشارہ کیا اور خود ڈرائیونگ ڈور کی طرف بڑھ گیا۔

قریباً گیارہ ماہ بعد وہ یاسمین سے ملنے جا رہا تھا۔

شبنم نے گہری سانس لی اور اپنا ٹیبلیٹ نکالا جس پہ ماہر کا شیڈول لکھا تھا۔

آج شام کے شیڈول میں ایک ہی سطر درج تھی۔

سائیکو تھیراپسٹ ڈاکٹر یاسمین کے ساتھ سیشن۔ شام پانچ بجے۔

اس نے انگلی پھیر کے اس سطر کو کاٹ کر دیا۔ آج کے دن کا کام تمام ہوا۔ اب وہ سوموار تک فارغ تھی۔

☆☆☆

ڈاکٹر یاسمین پیتروا کا کلینک اس کے گھر کے آدھے حصے پہ بنا تھا۔ وہ ایک شاہانہ طرز کا بنگلہ تھا جس کے تین طرف لان تھا اور سامنے ڈرائیو وے۔

"یاسمین خانم آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔" اندر بنے غیر رسمی سے استقبالیہ پہ بیٹھی لڑکی نے مسکرا کے کہا۔ اس نے جیکٹ وہیں اسٹینڈ پہ لٹکا دی اور پھر جیسے گہری سانس لے کر بہت سی ہمت مجتمع کی۔

دروازہ کھولا تو ایک نیا منظر کھلتا چلا گیا۔

وہ ایک طویل اسٹڈی روم تھا جس کی چھت دو منزلہ اونچی تھی۔ ایک طرف دیوار گیر بک ریک تھا جو کتابوں سے بھرا تھا۔ البتہ ان کے رکھنے کے انداز میں سلیقہ تھا۔ دوسری دیوار جو بیک یارڈ کی طرف کھلتی تھی' چھت تک شیشے سے ڈھکی تھی اور ڈوبتی شام کی روشنی اندر آ رہی تھی۔

سامنے ایک لمبا سا لیدر کاؤچ رکھا تھا جس کے مقابل ترچھی کر کے ایک آرام دہ چیئر پڑی تھی۔ یاسمین اس وقت اسی چیئر پہ بیٹھی تھی۔ اس نے سنہرے بالوں کو فرنچ چوٹی میں باندھ رکھا تھا اور روسی نیلی آنکھیں جھکائے وہ کچھ کاغذات کو کلپ کر رہی تھی۔ نظر اٹھا کے اسے دیکھا اور مسکرا کے سر کو خم دیا۔

"خوش آمدید۔" پھر کاؤچ کی طرف ابرو سے اشارہ کیا۔

وہ خاموشی سے چلتا ہوا لیدر کاؤچ تک آیا۔ تھوڑی جھکی ہوئی تھی۔ ایسے اسٹوڈنٹ کی طرح جو ٹیسٹ کے دن چھٹی کر کے کئی دن بعد اسکول آتا ہے۔

وہ کاؤچ پہ چپ چاپ لیٹ گیا۔ جوگرز کاؤچ کے ایک ہتھ پہ رکھے اور سر دوسرے ہتھ پہ۔ اب چت لیٹے وہ چھت کو دیکھ سکتا تھا۔

چھت صاف تھی۔ کسی روشنی کے بغیر۔ روشنیاں دیواروں پہ تھیں۔ آنکھوں پہ زور نہیں پڑتا تھا۔

"گزشتہ ایک سال میں تم نے کیا کیا؟" یاسمین نے ٹانگ پہ ٹانگ جمائی اور گھٹنے پر ایک نوٹ بک رکھ لی۔ دوسرے ہاتھ میں پین تھا۔ اب وہ بغور اس کو دیکھ رہی تھی۔

"سب سے پہلے تو میں شرمندہ ہوں کہ اتنا عرصہ..."

"نہیں تم شرمندہ نہیں ہو۔ تم صرف مجھ سے بھاگ رہے ہو یعنی خود سے بھاگ رہے ہو۔ لیکن کیوں؟"

وہ چھت کو دیکھ رہا تھا۔ پھر دھیرے سے

www.zemtime.com

آنکھیں بند کیں۔
"مجھے کسی سے محبت ہوگئی تھی یاسمین! اور پھر میں نے اسے کھو دیا۔"
"میں سن رہی ہوں۔"

☆☆☆

"واؤ.. دلچسپ آدمی ہے یہ کیف۔ کاش میری زندگی بھی اتنی تھرلنگ ہوتی۔" رامین نے جھرجھری لی۔ وہ تازہ چائے کے کپ لے آئی تھی اور ٹرے دونوں کے درمیان کاؤچ پہ رکھی تھی۔
"میں نے جب بھی اس کو معاف کرنا چاہا' میرے سامنے اس کا ایک اور جھوٹ کھل کے سامنے آیا۔ مجھے ابھی تک انسانوں پہ اعتبار کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ کبھی کبھی زیادہ بھی۔"
"لیکن کیا وہ آپ کے لیے کوئی جذبات رکھتا تھا؟"
اس نے گہری سانس لے کر اثبات میں سر ہلایا۔
"واقعی؟ اس نے ایسا کہا؟"
"نہیں لیکن میں جانتی ہوں۔ ہم بچے نہیں ہیں' رامین! ہم اڈلٹس (بڑے) ہیں۔ اسی لیے وہ بار بار میرے پیچھے آتا تھا۔"
"لیکن پھر آپ کو اس سے محبت کیوں نہیں ہوئی؟"
"ہماری اچھی دوستی تھی۔ انڈراسٹینڈنگ تھی۔ لیکن کچھ تھا جو ہمیشہ ہمیں آپس میں ملنے سے روک دیتا تھا۔ کبھی شکوک شبہات آجاتے۔ کبھی اس کے جھوٹ۔ بس ہر دفعہ کچھ نہ کچھ ہوتا گیا یہاں تک کہ میرے دل میں موجود اس کی پسندیدگی بے زاری میں بدل گئی۔ میں اس سے نفرت نہیں کرتی لیکن میں اس کے ذکر سے بے زار ہوں۔"
ٹی وی اب بھی خاموشی سے چل رہا تھا لیکن دونوں میں سے کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ وہ دیوار کو دیکھتی گم صم سی کہہ رہی تھی۔ ماہی اور صفورا سے یہ سب کہنا مشکل تھا۔ رامین سے کہہ دینا آسان تھا۔ ایک دوسرے ملک میں' ایک پرانی دوست سے مل کے یہ بات کرتے ہوئے لگتا تھا کہ وہ کسی اور کی کہانی سنا رہی ہے۔
"کیا کبھی پچھتاوا ہوا کہ اس کو چھوڑ کے زیاد سے شادی کیوں کی؟"
"کبھی نہیں۔" اس نے دائیں بائیں گردن ہلائی۔ "کیونکہ ماہر فرید کبھی میرے لیے ایک آپشن نہیں تھا۔"
"لیکن وہ آپ کو پسند کرتا تھا۔"
"ہاں لیکن اس نے ایسا کبھی کہا نہیں۔ ہمارے درمیان حالات کبھی ایسے نہیں ہوئے کہ بات یہاں تک پہنچتی۔"
"کیا اس نے آپ کی شادی روکنے کی کوشش نہیں کی؟" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔
"نہیں۔ اور اگر وہ ایسا کرتا تو بہت برا ہوتا لیکن اس نے مجھے پانے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی۔ جب میں اس کی حقیقت سے واقف نہیں تھی' تب بھی وہ مجھے چھوڑ کے استنبول واپس چلا گیا تھا۔ اس کے بعد بھی وہ ہر دفعہ آتا' اپنی صفائی دیتا' اور واپس چلا جاتا۔ میں اسے کہتی کہ وہ چلا جائے اور وہ چلا جاتا۔ اس کے لیے مالا کو چھوڑ دینا بہت آسان تھا۔"
"اگر وہ کہتا کہ زیاد سے شادی نہ کرو۔ مجھ سے کرلو۔ تو کیا کرتیں؟"
"مجھے نہیں معلوم۔ شاید میں سوچتی۔ شاید نہ سوچتی۔ مجھے وہ بے زار کرتا تھا اور میں کہتی تھی کہ وہ چلا جائے اور وہ بس ایک منٹ میں (چٹکی بجائی) چلا جاتا تھا۔"
"کیا اس نے آپ کی زندگی میں شامل ہونے کی کوئی کوشش نہیں کی؟" وہ حیران ہوئی۔ مالا نے یاد کرنے کی کوشش کی۔
"نہیں۔ اس نے بس ایک ہی دفعہ کہا تھا کہ کاش ہم کسی اور حالات میں ملے ہوتے اور کچھ نہیں۔ اسے صرف اپنی بہن کو ڈھونڈنا تھا۔ اپنی ماں

www.zemtime.com

کی ڈیتھ کے وقت میں اکیلی تھی۔ مجھے اس کی ضرورت تھی لیکن وہ نہیں آیا۔ نہ اس نے کال کی۔ اس وقت زیاد میرے ساتھ تھا۔ کہا نا' مجھے چھوڑ دینا ماہر فرید کے لیے سب سے زیادہ آسان ہوتا تھا۔"

تلخی سے کہتے ہوئے اس نے چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔

☆☆☆

"میں اکثر سوچتا ہوں کہ اس نے میرے اوپر زیاد کو ترجیح کیوں دی؟ میں کسی بھی لحاظ سے اس سے کم نہیں تھا۔" اس کا انداز تلخ تھا۔ وہ چت لیٹا چھت کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ یاسمین ساتھ ساتھ پیڈ پہ کچھ لکھتی جا رہی تھی۔ وہ خاموش ہوا تو اس کی آواز گونجی۔

"اب میں کچھ کہنے جا رہی ہوں۔ جہاں غلط لگوں' بتا دینا۔" وہ پیڈ پہ لکھے پوائنٹس دیکھ کے کہنے لگی۔

"تم نے اسے اپنا نام اور کہانی جھوٹی بتائی۔ تمہاری مجبوری تھی۔ میں سمجھ سکتی ہوں لیکن پھر تم اپنے منہ سے اپنا سچ بتائے بغیر اسے چھوڑ کے استنبول آ گئے۔ اس کو کسی اور سے تمہارا سچ معلوم ہوا اور وہ تم سے نفرت کرنے لگی۔"

"تم ایسے کہہ رہی ہو جیسے..." وہ تیزی سے بولا۔ پھر رکا۔ "ہاں۔ یہ درست ہے۔"

"پھر تم کئی دفعہ اس کے پاس گئے۔ لیکن ہر دفعہ اس کے پاس تمہارے لیے ایک نیا الزام ہوتا۔ جس میں کچھ حقیقت بھی ہوتی۔ اور ہر ملاقات کے آخر پہ وہ تمہیں جانے کے لیے کہتی اور تم چلے جاتے۔"

"درست۔"

"تم نے اس کو زیاد سے شادی کرنے سے نہیں روکا۔ نہ تم نے اس کو زیاد کی حقیقت بتائی۔" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔

"وہ یقین نہ کرتی۔"

"درست یا غلط؟" یاسمین نے ابرو اٹھایا۔

"درست۔" اس نے جیسے کڑوا گھونٹ بھرا۔

"تم نے کسی بھی موقع پہ اس سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا۔ تم نے اس کو اپنانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ تمہارے لیے اس کو چھوڑ کے جانا بہت آسان تھا۔"

"درست۔ لیکن میں اس پہ اپنا فیصلہ تھوپ دیتا اور زبردستی اس کی شادی نہ ہونے دیتا تو کیا میں خود کو آئینے میں فیس کر سکتا؟" اس نے آنکھیں کھولیں۔ اب وہ چھت سے ملحقہ شیشے کی دیوار کو دیکھ رہا تھا جس کے پار سبزہ زار دکھائی دے رہا تھا۔

"ماہر! یہ دو الگ باتیں ہیں۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ تم نے کسی لڑکی کے اوپر اپنی مرضی مسلط نہیں کی بلکہ اسے اپنا فیصلہ کرنے دیا اور تم اس کو چھوڑ کے آ گئے۔ اس بات کو الگ رکھو۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم اس کو تب بھی چھوڑ کے آ گئے تھے جب زیاد اس کی زندگی میں نہیں تھا۔"

وہ خاموش رہا۔

"تم اپنا سچ سنائے بغیر اس کو چھوڑ کے آ گئے تھے۔" اس نے زور دے کر کہا۔

"درست۔" وہ جیسے تذبذب سے رکا۔

"کیا تم نے کبھی خود کو ایک آپشن کے طور پہ پیش کیا؟ یعنی تم نے کبھی اظہارِ محبت کیا؟"

"میں اپنی بہن..."

"ماہر میں آج تک کسی ایسے مرد سے نہیں ملی جو کسی عورت سے محبت کرے اور اس کے پیچھے نہ بھاگے۔ اگر کسی مرد کو کسی عورت سے محبت ہو تو وہ اسے فوراً سے اپنانا چاہتا ہے۔ مرد کو ہمیشہ جلدی ہوتی ہے۔" یاسمین نے رک کے غور سے دیکھا۔

"سوائے ایسے مرد کے جو اسے اپنانا ہی نہیں چاہتا۔"

وہ خاموشی سے چت لیٹا چھت کو دیکھے گیا۔ وہ صاف تھی۔ کورے کاغذ جیسی۔ یاسمین کی آواز اس کاغذ پہ تحریر لکھ رہی تھی۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

"اب میں تمہیں اپنا تجزیہ دوں گی۔ شاید وہ تمہیں پسند نہ آئے لیکن تم میرے پاس اسی لیے آتے ہو کیونکہ میں تمہیں ناپسندیدہ حقیقتیں بتاتی ہوں۔" وہ اسی پروفیشنل لیکن نرم انداز میں کہہ رہی تھی۔

"تم اس کو تب بھی چھوڑ کے چلے گئے تھے جب اس کی زندگی میں زیاد نہیں تھا۔ تم کئی ماہ اس کی نوکری کرتے رہے لیکن تم نے اس سے کسی قسم کا تعلق استوار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تم نے جان بوجھ کے کبھی اس سے اظہار محبت نہیں کیا۔ تم مسلسل اس سے دور بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

ماہر فرید خاموش رہا۔ اسی لیے وہ ایک سال سے اس کے پاس نہیں آیا تھا۔ اسے یاسمین سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا۔

"اس کے بعد تمہارے پاس کئی مواقع آئے جب تم اس کے لیے کوشش کر سکتے تھے لیکن تم نے نہیں کی۔ میں نہیں کہہ رہی کہ اس کی شادی روکتے۔ لیکن تم نے اس سے شادی کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ تم کبھی بھی اس کو اپنانا نہیں چاہتے تھے ماہر۔ کیا میں درست ہوں؟"

اس نے بہت سا تھوک نگلا۔ مگر جواب نہیں دیا۔ بس چھت کو دیکھے گیا۔

"میں نے تمہیں ہمیشہ سکھایا ہے کہ انسانوں کو ان کے فریم میں رکھ کے دیکھو۔ اگر تم اس لڑکی کے جوتوں میں خود کو رکھ کے دیکھو تو اس نے تمہیں کئی موقعے دیے لیکن تمہارا کوئی نہ کوئی جھوٹ یا فریب اس کے سامنے آتا رہا۔ تم نے کبھی معافی نہیں مانگی۔ تم چاہتے تھے وہ تمہیں کبھی معاف نہ کرے تاکہ تمہیں اس کو بتانا نہ پڑے کہ تم اس سے محبت کرتے ہو۔ کیونکہ اگر بات یہاں تک آئی تو تمہیں اس لڑکی سے شادی کرنی پڑے گی اور تم یہ نہیں چاہتے تھے۔"

اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ بس چاہتا تھا کہ یاسمین خاموش ہو جائے۔

"اس نے زیاد کو تم پہ ترجیح نہیں دی۔ تم کبھی اس کا آپشن ہی نہیں تھے۔ کیونکہ لڑکیاں کمٹمنٹ مانگتی ہیں اور تم ہر دفعہ اس کو چھوڑ کے فرار ہو جاتے تھے۔ ایسے شخص پہ کوئی لڑکی بھروسہ نہیں کر سکتی۔ اس کے برعکس زیاد نے بے شک بہت چالیں چلیں لیکن اس نے اپنی محبوب لڑکی کے لیے کوشش کی۔ اس نے اس کو پرپوز کیا۔ اس کو انگوٹھی پہنائی۔ اس نے کمٹمنٹ ظاہر کی۔ تم نے نہیں کی۔ میرا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ اس لڑکی نے جس سے شادی کی وہ کتنا برا یا اچھا انسان ہے۔ وہ لڑکی میری کلائنٹ نہیں ہے۔ تم میرے کلائنٹ ہو۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں پہلی دفعہ کوئی لڑکی ملی جو تمہیں اتنی اچھی لگی۔ پھر بھی تم اس سے بھاگتے رہے۔ کیوں؟"

"تم خود بتا دو۔ تم مجھے پڑھنے میں اچھی ہو۔" اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اب ہر طرف اندھیرا تھا۔ صرف یاسمین کی آواز گونج رہی تھی۔

"کیونکہ تم نے اپنی ماں کو دل سے کبھی معاف نہیں کیا۔ تمہاری ماں نے تمہیں ایک بہت بڑے ایموشنل ٹراما سے گزارا ہے۔ ہمارے ماں باپ بعض اوقات ہمارے اندر ایسے ٹراما چھوڑ جاتے ہیں جن کے آسیب ہمیں ساری عمر ڈراتے ہیں۔ رابیل نے جو کیا' اس کے بعد سے تمہارا شادی اور محبت سے اعتبار اٹھ گیا ہے۔ پھر شمس نے جیسے تمہیں ایک سائیکو پیشنٹ قرار دیا' اور تم نے دیکھا کہ کوئی تمہارا اعتبار نہیں کرتا' سو تم نے اپنا اعتبار کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اسی لیے تم نے کشمالہ کو اپنانے کی کوشش نہیں کی کیونکہ ایک ایک کر کے سارے رشتے تم سے کھو گئے اور تمہیں لگتا ہے کہ..."

"کہ جو بھی میری زندگی میں آئے گا میں اس کھو دوں گا۔" وہ بند آنکھوں سے بڑبڑایا۔

"بالکل۔ اور چونکہ تم اپنا اعتبار نہیں کرتے' اس لیے تمہیں لگتا ہے تم پہ کوئی اعتبار نہیں کرے گا اور تم جس سے بھی شادی کرو گے وہ تمہارے ساتھ نہیں رہ پائے گی۔ وہ تمہاری ماں جیسی بن جائے گی۔ یا تم

www.zemtime.com

اس کے لیے شمس بن جاؤ گے۔ کیا میں درست کہہ رہی ہوں؟"

بند آنکھوں سے چہرے کو اثبات میں جنبش دی۔

"تم میرا ذہن کیسے پڑھ لیتی ہو یاسمین؟"

وہ دھیرے سے مسکرائی۔

"اس کاؤچ پہ ہر روز میرے سامنے تمہارے جیسے بہت سے لوگ بیٹھتے ہیں ماہر۔ میں تمہیں اندر باہر سے دیکھ سکتی ہوں۔ جب تک تم اپنی ماں کو معاف نہیں کرو گے، تم کسی لڑکی کو اپنے قریب نہیں آنے دو گے۔"

اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور چھت کو دیکھتے ہوئے ایک گہری سانس خارج کی۔

"میں اس کو مس کرتا ہوں۔" جیسے اعتراف کیا۔ "دور اندر میری خواہش ہے کہ اس کی اپنے شوہر سے نہ بنے۔ اور وہ اپنی غلطی پہ نادم ہو کے میرے پاس واپس آجائے۔"

"نہیں ماہر۔ تم اندر سے یہ نہیں چاہتے کہ اس کا گھر خراب ہو۔"

"میں واقعی یہی چاہتا ہوں۔ غلط بات ہے لیکن ایسا ہی ہے۔"

"نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ تم یہ چاہتے ہو۔ لیکن وقت ثابت کرے گا کہ تم نہیں چاہتے کہ وہ دونوں الگ ہوں۔ کیونکہ اس کے شوہر میں جتنی برائیاں ہوں، اس نے اپنی محبت کو پانے کے لیے کوشش کی ہے جو تم نے نہیں کی۔ وہ دونوں ایک ساتھ خوش رہیں گے۔ تم ان کی ایکوئیشن سے باہر ہو۔ اور تمہیں اس حقیقت کو قبول کرنا ہوگا۔"

"پتہ نہیں۔" اس نے گہری سانس لی۔ پھر چہرہ قدرے موڑ کے اسے دیکھا۔ وہ گھٹنوں پہ نوٹ بک رکھے ہوئے تھی۔ اس کے ناخن پالش والے ناخن نوٹ بک کا کنارہ مروڑ رہے تھے۔

"میں کیا کروں یاسمین؟"

"خود سے سچ بولو۔ اور اس لڑکی کو اپنے ہاتھ سے جانے دو۔"

"وہ پہلے ہی چلی گئی ہے۔" وہ اداسی سے مسکرایا۔ نظریں یاسمین کے ناخنوں پہ تھیں۔ اس نے سرخ نیل پالش لگا رکھی تھی۔

"لیکن تم نے اس بات کو قبول نہیں کیا کہ ضروری نہیں ہے کہ اچھے لوگوں کو محبت بھی اچھے لوگوں سے ہو۔"

"لیکن وہ ہینڈسم نہیں ہے۔" وہ ماتھے پہ بل لیے بڑبڑایا۔ یاسمین کو سنائی نہیں دیا۔ چہرہ آگے کیا۔

"کیا؟"

ماہر نے سر جھٹکا۔

"کچھ نہیں وہ..."

دفعتاً وہ ٹھہرا۔ نگاہیں اس کے ناخنوں پہ جم گئیں جو نوٹ بک کے سرورق کا کونا مروڑ رہی تھیں۔

اگلے ہی لمحے وہ بجلی کی تیزی سے سیدھا ہوا۔ جوتے فرش کو چھونے لگے۔

"کتاب... کتاب کا سرورق۔"

"کیا؟" وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"وہ سرخ ٹکڑا کسی باریک کتاب کے سرورق کا کونا ہے۔" پھر جلدی جلدی وضاحت کی۔ "ہلال نے مجھے کچھ بھیجا تھا۔ وہ کسی کتاب کا حصہ ہے۔ مجھے وہ کتاب تلاش کرنی ہے۔ مجھے جانا ہے۔ سوری۔" وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

یاسمین نے مسکرا کے نوٹ بک بند کی اور اثبات میں سر ہلایا۔

"امید ہے تم مجھے کال کرو گے اور ہر ہفتے میرے پاس آؤ گے۔ غائب نہیں ہو جاؤ گے۔"

"تمام تمام۔" وہ تشکر سے کہتا تیزی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

اسے اب وہ کتاب ڈھونڈنی تھی جس کے سرورق کا وہ ٹکڑا تھا۔

☆☆

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

www.zemtime.com